فَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

رجسٹرڈ ای۔ پی ۸۶۱

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۶ چھ روپے

فی پرچہ ۲/۰ اڑھائی آنے

تواریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸

ترسیل زر و انتظامی امور کے لئے مینیجر بدر کو لکھیں۔
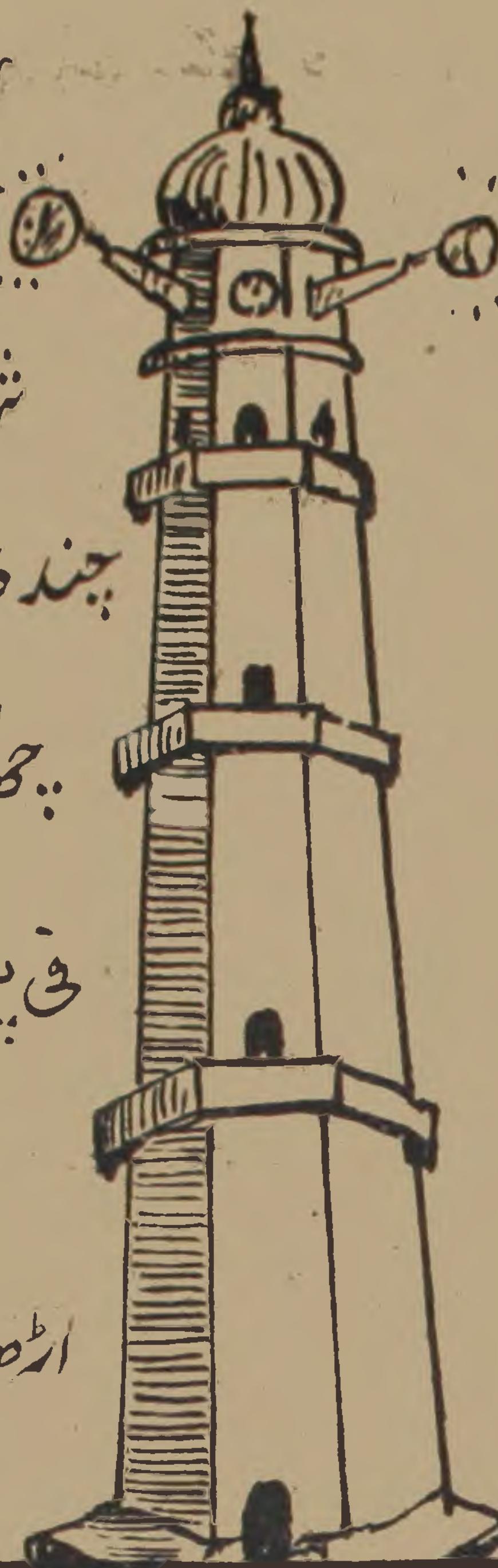
جلد (۱)	۲۸ نبوت ۱۳۳۱ ہش ۹ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء	نمبر ۳۶

ملفوظات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱۔ گنہگار کے لئے مایوس ہونیکی کوئی وجہ نہیں)

یہ خیال کرو۔ کہ ہم گنہگار ہیں۔ ہماری دعا کیونکر قبول ہوگی۔ انسان خطا کرتا ہے۔ مگر دعا کے ساتھ آخر نفس پر غالب آجاتا ہے۔ اور نفس کو پامال کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر بھی فطرتاً یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ نفس پر غالب آجائے۔

دیکھو پانی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ آگ کو بجھا دے۔ پس پانی کو کیسا ہی گرم کرو۔ اور آگ کی طرح کرو۔ پھر بھی جب وہ آگ پر پڑے گا تو ضرور آگ کو بجھا دے گا۔ جیسا کہ پانی کی فطرت میں برودت ہے۔ ایسا ہی انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک شخص میں خدا تعالیٰ نے پاکیزگی کا مادہ رکھ دیا ہوا ہے۔ اس سے مت گھبراؤ کہ ہم گناہ میں ملوث ہیں۔ گناہ اُس میل کی طرح ہے۔ جو کپڑے پر ہوتی ہے۔ اور دور کی جا سکتی ہے۔ تمہارے طبائع کیسے ہی جذبات نفسانی کے ماتحت ہوں خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرتے رہو۔ تو وہ ضائع نہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے۔ اور غفور الرحیم ہے[1]

(۲۔ گناہ سے بچنے کا علاج)

"گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمال صالحہ پر جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں۔ گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں۔ کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مُہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح مان لینا کہ اُس کو ہر ایک بات پر مقدم رکھنا۔ یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے۔ جو درخت کی اُس حالت سے مشابہ ہے۔ جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار۔ جس سے یہ مطلب ہے۔ کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے۔ جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت کے مشابہ ہے۔ کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی کے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے۔ کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے[2]

[1] لیکچر لا الہ الا اللہ ص ۳۷ و ۳۸

[2] سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص ۲

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ... پریس ... میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ۔ مورخہ ۲۶ نومبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامرانی کے لئے مسلسل دعائیں فرماتے رہیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

اپنی علالت کے باعث احباب کے خطوط کا جواب نہیں دے سکتے۔ البتہ اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھتے ہیں۔ تمام احباب بھی حضرت بھائی جی کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

جلسہ سالانہ قادیان

حسب دستور سابق اس سال بھی ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو قادیان میں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ تمام ہندوستانی احباب اس مبارک تقریب پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

دعائے مغفرت

۱۔ جناب خانصاحب مولوی نور محمد صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی سابق پراونشل امیر جماعتہائے اڑیسہ ۱۸، ۱۹ نومبر کی درمیانی شب اچانک رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۔ افسوس حضرت احمد نور صاحب کابلی مورخہ ۹ نومبر کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے ہونے کے علاوہ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کی نعش کو پتھروں سے نکال کر قبرستان میں دفن کرنے کی سعادت بھی حاصل تھی۔ احباب مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان میں ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب مورخہ ۲۱/۱۱/۵۲ کو ادا کی گئی۔

احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات کے متعلق ایک نئی شرارت

قابل توجہ گورنمنٹ

یہ بات افسوس سے ظاہر کی جاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ احمدیہ جماعت اپنی روایتی وفاداری کے لئے مشہور ہے۔ اور احمدی افراد ہر طرح حکومت کے ساتھ تعاون کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ اور ہر ممکن طریق پر دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی محبت اور احترام کے ساتھ رہتے ہیں۔ پھر بھی بعض شریر آئے دن ہماری سیکولر حکومت کی پالیسی کے خلاف بے جا ایذا اور تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ اور بعض ذمہ دار افسران بھی دانستہ یا نادانستہ ایسے شریروں کے خلاف موثر اقدام کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔

قادیان جو احمدیہ جماعت کا جو تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے مقدس مرکز ہے اسمیں بعض ایسے مقامات ہیں جو خاص طور پر جماعت احمدیہ کے نزدیک تقدیس اور احترام کے حامل ہیں کیونکہ ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے مقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے ذی احترام خلفائے کرام سے ہے۔ اور انکے ساتھ بہت سے فدائی نشان وابستہ ہیں ان مقدس مقامات میں سے ایک باغ متصل بہشتی مقبرہ ہے جو نہ صرف یہ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملکیت ہے بلکہ اس کو بہت سی اور روحانی اور مذہبی خصوصیات بھی حاصل ہیں۔ مثلاً

(۱) اس باغ میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنی زندگی کے ایام میں اپنے مقدس صحابہ کیساتھ اٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے رہے۔ اس میں آپ کی پُر معارف روحانی مجالس قائم ہوتی رہیں اور اس کا پھل آپ ذاتی طور پر استعمال فرماتے رہے۔

(۲) اسی باغ میں ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے ایام میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مع اپنے خاندان اور مقدس صحابہ کے کئی ماہ تک فروکش رہے اور اسی میں سلسلہ کے روحانی تعلیمی اور تربیتی کام آپ کی زیر ہدایت سرانجام پاتے رہے۔

(۳) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا جسد اطہر اسی باغ کے ایک حصہ میں رکھا گیا۔

(۴) اسی باغ میں حضرت بانی سلسلہ کے جانشین اول خلیفہ برحق حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تمام موجود الوقت احمدیوں نے بیعت خلافت کی۔

(۵) اسی باغ کے ایک حصہ میں وہ مکان ہے جس میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جسد اطہر آخری زیارت کے لئے رکھا گیا۔

(۶) اسی باغ میں جماعت احمدیہ اب تک نماز جنازہ اور عیدین ادا کرتی چلی آئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی روحانی خصوصیات اس باغ کو حاصل ہیں۔

تقدس کی مندرجہ بالا روحانی اور مذہبی وجوہات کی بنا پر ۱۹۴۹ء میں حکومت نے اس باغ کو الاٹمنٹ سے مستثنیٰ کرتے ہوئے اس کو احمدیہ جماعت کے قبضہ میں ہی رہنے دیا اور اس بارہ میں خود جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور، جناب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن. جناب منافٹل کمشنر صاحب ۔۔۔ نے پوری تحقیقات کے بعد اپنی چٹھیوں میں تصدیق کی اور یقین دلایا کہ احمدیہ جماعت کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جائے گا اور اس باغ کو پناہ گزینوں کے نام الاٹ نہ کیا جائے گا۔

لیکن افسوس ہے کہ ان تمام فیصلہ جات کے باوجود احمدیہ جماعت کو بے جا طور پر تنگ کرنے اور انکے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لئے بعض لوگوں نے اس مقدس باغ پر احمدی جماعت کے قبضہ کے خلاف محکمہ کسٹوڈین میں دوبارہ درخواست دیدی ہے اور محکمہ متعلقہ کیطرف سے اس پر کارروائی شروع کر دی گئی ہے حالانکہ ایک فیصلہ شدہ امر کے متعلق دوبارہ کئی سال کے عرصہ کے بعد محض احمدیہ جماعت کی دلآزاری اور ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لئے معاملہ کو اٹھانا قطعاً نامناسب اور سیکولر سٹیٹ کی پالیسی کے منافی ہے۔ ہم حکومت سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نامناسب کارروائی کو بند کرنے کیلئے فوری احکام صادر فرمائے اور احمدیہ جماعت کو جو ایک پر امن، پابند قانون اور ہر طرح سے وفادار جماعت ہے مزید پریشانی اور مالی تکلیف سے بچائے۔ نیز اس کے مذہبی جذبات اور مقدس مقامات کا احترام کرے تاکہ اس بین الاقوامی جماعت کے ہیڈ کوارٹرز میں اس کے ممبران امن و سکون اور اطمینان سے رہ سکیں۔

"نورِ سحر"

نعمت انور صاحب بادگیری

تلخیٔ ایامِ غم کو تیز تر پاتا ہوں میں
اس اندھیرے میں مگر نورِ سحر پاتا ہوں میں

اُن نگاہوں کی ادائے جلوہ سامانی نہ پوچھ
جن نگاہوں کو کسی کا منتظر پاتا ہوں میں

کیا علاجِ دردِ دل جز حسرتِ درماں نہیں؟
روز افزوں دردِ دل اے چارہ گر پاتا ہوں میں

شب کی ہیبتناک تاریکی سے گھبراؤں گا کیا
آج ہر انسان کو شعلہ نظر پاتا ہوں میں

اے خلوصِ آرزو اے رہبرِ عزمِ شباب
آج تیری ہر نوا کو کارگر پاتا ہوں میں

اے نگارِ صبح، اے جانِ چمن روحِ بہار
تجھ سے روشن ہر نفس ذوقِ نظر پاتا ہوں میں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کے

چند تازہ رؤیا و کشوف

فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

(نویسندہ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

(۱)

فرمایا:۔

”میں نے دیکھا کہ ایک دوست جنہوں نے مجھے کچھ تحفہ دیا ہے وہ میرے ساتھ ہیں اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ آپ پر یہ بات گراں گذری ہے کہ میں نے آپ کا تحفہ آگے سلسلہ کی طرف منتقل کر دیا ہے لیکن یہ رپورٹ آپ کو غلط ملی ہے۔ میں نے سارا تحفہ منتقل نہیں کیا۔ اُس کا ایک حصہ منتقل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تحفہ بہت بڑا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ اس کا ایک حصہ دین کو بھی چلا جائے۔ تا وہ ایسے رنگ میں استعمال ہو کہ مجھے تقسیم کنندہ کے طور پر ثواب مل جائے اور آپ کو اصل خرچ کرنے والے کے طور پر ثواب مل جائے۔“

(۲)

”میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا جلسہ ہے اور اس میں مَیں نے تقریر کرنی ہے۔ میں جلسہ گاہ میں گیا ہوں تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع میدان ہے جس میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ اور علاوہ عام قسم کی کرسیوں کے کوچیں اور گدّے والی کرسیاں بھی ہیں بڑی قیمتی اور خوشنما جیسے بہت بڑے جلسوں اور رؤسا کی دعوتوں میں امراء اور گورنمنٹ کے ہاں کرسیاں ہوتی ہیں اسی قسم کی ہیں اور ان تمام پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ درمیان میں تو اچھی قسم کی لیکن بغیر بازوؤں والی کرسیاں ہیں اور کناروں پر اعلیٰ قسم کی کوچیں اور ان کے ساتھ کی کرسیاں ہیں۔ سٹیج ایک اونچی جگہ پر ہے۔ جیسے وہ کسی پہاڑی کا دامن ہوتا ہے اور اُسے بھی نہایت خوشنما سامانوں سے سجایا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تقریر میری ہے اور اُسکے صدر سید رضا علی صاحب مرحوم ہیں۔ سید رضا علی قبل از تقسیم ہندوستان میں عرصہ تک پبلک سروس کمیشن کے ممبر رہے ہیں۔ اور لیگ کے بھی سرکردہ ممبروں میں سے تھے اور ایک اجلاس کی انہوں نے صدارت بھی کی تھی جو بمبئی میں ہوا تھا۔ اسی سال کابل میں ہمارے تین مبلغ شہید کئے گئے تھے۔ اور عام طور پر مسلمان اخبارات اس کے خلاف آواز اُٹھانے سے ہچکچاتے تھے لیکن سید رضا علی صاحب مرحوم نے اپنے خطبۂ صدارت میں اس فعل کی مذمت کی اور بڑی دلیری سے اس کو خلافِ اسلام قرار دیا۔ خواب میں مَیں دیکھتا ہوں کہ وہی اس تقریر کے صدر ہوں گے۔ جب مَیں جلسہ گاہ میں آیا تو مَیں نے دیکھا کہ وہ پہلے سے اپنی کرسیٔ صدارت پر بیٹھے ہیں رنگ سفید ہے جیسا کہ ان کا تھا۔ عمران کی اس سے چھوٹی معلوم ہوتی ہے جس عمر میں کہ مَیں نے ان کو دیکھا تھا۔ یعنی خواب میں وہ زیادہ جوان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ ان کی مونچھیں ہوا کرتی تھیں یا نہیں۔ خواب میں مَیں نے ان کی بہت چھوٹی چھوٹی مونچھیں دیکھیں جن کی وجہ سے ان کا رنگ بھی زیادہ سفید نظر آتا ہے۔ ایک عجیب بات مَیں نے یہ دیکھی کہ عام طور پر تقریر صدر کے ساتھ کھڑے ہو کر کی جاتی ہے۔ مگر رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ انتظام یہ ہے کہ صدر کے بالمقابل ہجوم کے دوسری طرف کھڑے ہو کر سٹیج کی طرف منہ کر کے تقریر ہو گی۔ چنانچہ مَیں جلسہ گاہ کے آخری سرے پر گیا ہوں۔ وہاں بھی بہت سی کوچیں بچھی ہوئی ہیں۔ ایک کھلی کوچ پر مَیں جا کر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب بھی آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ایک تیسرا شخص آ کر بیٹھ گیا۔ جس کوچ پر ہم بیٹھے ہیں اس کے ساتھ کی ایک کرسی خالی پڑی ہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو کہ مکہ مکرمہ سے آیا ہے۔ جس شخص نے آ کر اس کو بلایا ہے وہ بتاتا ہے کہ انہوں نے احمدیت کی تعلیم سُنی ہے۔ اور یہ احمدی ہونے کے لئے آئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ معزز اور آسودہ حال آدمی ہے۔ انہوں نے مصافحہ کرتے ہوئے مجھے کچھ نذرانہ دیا۔ وہ نذرانہ پاکستان کے سو سو کے نوٹوں کی صورت میں ہے۔ شاید پانچ نوٹ ہیں۔ نوٹ موجودہ نوٹ سے کوئی اڑھائی گنے بڑا ہے۔ رنگ سبزی ہے۔ لیکن بہت زیادہ خوشنما اور اعلیٰ درجہ کی ریشم کی طرح آنکھوں کو نزاوت بخشتا ہے۔ ان سے پہلے یا بعد کسی سلسلہ کے کام کے متعلق کوئی مسل ہے جو ذوالفقار علی خاں صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب نے پیش کرنی ہے۔ وہ مسل میاں بشیر احمد صاحب نے میری گود میں رکھدی ہے۔ اور یا تو اُس عرب دوست نے جو نذرانہ دیا ہے وہ بعد میں دیا ہے اور میں نے اس مسل کے اوپر نوٹ رکھ دیئے ہیں یا وہ مسل بعد میں پیش ہوئی ہے لیکن میں نے اس کو نوٹوں کے نیچے رکھ دیا ہے بہرحال وہ مسل نوٹوں کے نیچے معلوم ہوتی ہے اسوقت ذوالفقار علی خانصاحب برادر اکبر علی برادران مرحوم آگے کیطرف بڑھے اور میاں بشیر احمد سے کہا کہ کیا وہ مسل پیش کر دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں پیش کر دی ہے۔ اور یہ دیکھنے کیلئے کہ وہ کاغذات میرے پاس ہیں انہوں نے جلدی سے وہ کاغذات اُٹھائے ہیں اور اسکے ساتھ وہ نوٹ بھی اٹھائے ہیں۔ پھر یہ دیکھ کر کہ ان کاغذات کے ساتھ تو کچھ نوٹ بھی ہیں اور یہ خیال کر کے کہ یہ ان عرب صاحب کے ہی ہیں۔ اُنہوں نے وہ کاغذات تو اُٹھا کے دیکھنے شروع کر دیئے اور وہ نوٹ عرب صاحب کی جیب میں ڈال دیئے کہ یہ روپے آپ کے رہ گئے ہیں۔ اس وقت میری جیب سے یا میرے ہاتھ سے دو روپے کا ایک نوٹ ان نوٹوں پر گرا ہے۔ عرب صاحب نے غالباً یہ خیال کر کے کہ میرا نذرانہ واپس کر دیا گیا ہے نوٹ تو رکھ لئے مگر دو روپے جو میرے ہاتھ سے گر گئے تھے میرے دامن میں ڈال دیئے اس پر میری آنکھ کھل گئی۔“

اس خواب میں چار اہم شخصیتیں معلوم ہوتی ہیں۔ سید رضا علی جو مذہباً بھی غالباً شیعہ تھے اور ان کے نام میں بھی علی آتا ہے اور ذوالفقار علی جو مذہباً تو سنی احمدی ہیں لیکن ان کے نام میں علی اور ذوالفقار آتا ہے اور عرب نوجوان جو کہ سلسلہ کی خبر سُنکر سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے آئے۔ اور مرزا بشیر احمد صاحب جن کے نام میں بشارت پائی جاتی ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس رؤیا میں دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک تو اس طرف کہ عرب میں ہماری مخالفت کے لئے جو کوشش کی جائے گی وہ انشاء اللہ اُلٹا نتیجہ پیدا کرے گی اور ہمارے حق میں مفید سامان پیدا ہوں گے اور دوسرے یہ کہ علی کی رضا اور اس کی تلوار ہمارے ساتھ شامل ہوں گی۔ جس کے ظاہری معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ شیعہ جماعت کا ایک حصہ جو صاحب رسوخ اور طاقت والا ہو گا اس کو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے گا اور وہ ہمارا ساتھ دے گا اور ہمارے لئے خوشخبری اور برکت کے سامان پیدا ہوں گے۔

(۳)

”میں نے دیکھا کہ ایک جگہ پر مَیں بیٹھا ہوں۔ میرے ساتھ ایک دو اور آدمی بھی ہیں۔ یہ یاد نہیں کہ وہ مستورات ہیں یا مرد ہیں۔ ایک نوجوان آیا جو کہ ایک معلوم خاندان کا فرد ہے۔ لیکن وہ خاندان تو معلوم ہے وہ نوجوان مفقود ہے یعنی اس کا وجود ظاہری کوئی نہیں ہے۔ خواب میں مَیں اُسے موجود سمجھتا ہوں۔ وہ ایک مخلص احمدی کا بیٹا معلوم ہوتا ہے (جس کا کوئی اس قسم کا بیٹا نہیں ہے) وہ آ کے مجھے کہتا ہے کہ میرا ایک کام ہے۔ ظفر اللہ خاں سے کہیں کہ وہ یہ کام کر دیں۔ اس وقت میرے دل پر اثر یہ ہے کہ گویا کسی کام کے لئے آیا ہے۔ لیکن اصل غرض اس کی یہ ہے کہ میری کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مگر شرم کے مارے اس کا فوراً ذکر نہیں کر سکتا۔ دوسری باتوں کے بعد ادھر آنا چاہتا ہے۔ رؤیا میں مجھ پر اثر یہ ہے کہ یہ لڑکا تو نیک ہے۔ لیکن اس کی طبیعت میں کچھ غرور اور خود پسندی ہے اگر اس کا علاج ہو جائے تو لڑکا اچھا ہے۔ اس خیال کے ماتحت میں نے سمجھا کہ مَیں اس کے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے جو اس نے کیا ہے اسے توجہ دلاؤں کہ وہ اپنی حیثیت اپنی حقیقت سے زیادہ سمجھتا ہے۔ چنانچہ اس خیال کے ماتحت میں نے اسے کہا کہ ظفر اللہ خاں کا ان معاملات سے کیا تعلق ہے؟ لیکن فرض کرو کہ ہو۔ تو وہ کیوں تمہارے معاملہ میں دخل دیں۔ اور پھر وہ تو اس وقت یہاں ہیں بھی نہیں۔ وہ امریکہ گئے ہوئے ہیں۔ اس پر اس لڑکے نے پھر کہا کہ میرا معاملہ تو اتنا اہم ہے کہ ظفر اللہ خاں کو اگر امریکہ سے بھی آنا پڑے تو ان کو آ کر یہ کام کرنا چاہیئے۔ اس کا یہ جواب سن کر میں نے نہایت غصہ سے اُسے کہا کہ تم عجیب آدمی ہو۔ ظفر اللہ خاں پاکستان حکومت کے نوکر ہیں۔ اور اس کے فوائد کو مدنظر رکھنا ان کا فرض منصبی ہے۔ وہ اس کے کام کو چھوڑ کر تمہاری طرف توجہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور فرض کرو کہ وہ پاکستان کے نوکر نہ بھی ہوتے تب بھی پاکستان مجموعۂ افراد اور قوم اور ملک کا نام ہے اور تم ایک شخص ہو۔ ایک شخص خواہ کتنا بھی اہم ہو۔ اس کے لئے قومی ضرورتوں کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے یہ تمہارا سوال بالکل غلط ہے۔ اور میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں اس پر وہ مایوس ہو کے اُٹھا۔ اس کے اُٹھتے ہی ایک گھوڑا لایا گیا۔ جو نہایت خوبصورت اور بے عیب گھوڑا معلوم

ہوتا ہے۔ وہ لڑکا اس کے اوپر چڑھ گیا۔ اور گھوڑے پر چڑھتے ہی اس کا جسم بہت بڑا ہو گیا سینہ بڑا چوڑا ہو گیا۔ پیٹ بڑا پھیل گیا۔ غرض ایک غیر معمولی قسم کا جسیم آدمی معلوم ہونے لگا گھوڑے پر بیٹھنے کے بعد بھی اس نے وہی بات پھر دہرانی چاہی۔ اس پر میں نے اُسے کہا کہ تمہاری سمجھ کم ہے اگر تمہیں سمجھ ہوتی۔ تو کم سے کم تم اتنا خیال کرتے کہ تم خلیفۂ وقت کے سامنے تم گھوڑے پر سوار ہو کر تم باتیں کر رہے ہو۔ اس وقت پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس میں تربیت کی کمی ہے ورنہ یہ لڑکا بہت سلیم الفطرت ہے۔ کاش کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ مجھے پوری طرح تو یاد نہیں رہا لیکن غالباً جس وقت میں نے آخری بات کہی ہے۔ وہ گھوڑے سے اتر آیا۔ اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی"۔

(۴)

"میں نے دیکھا کہ" ایک پہاڑی ہے مگر اس کے اوپر کوئی سبزہ اور گھاس نہیں لیکن ہے وہ جگہ خشک اور سرد۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ جگہ لے کر ہم یہاں احمدی آبادی بسا دیں۔ تو پہاڑ آنے جانے میں جو دقت ہوتی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ میری تحریک پر بعض لوگوں نے اس جگہ زمینیں لیں۔ اور میں ذہن میں یہ سوچتا ہوں۔ کہ اس جگہ پر بعض ٹکڑے صاف کر کے ان میں باہر سے مٹی لا کر ڈلوا دی جائے۔ اور اس جگہ پر درخت لگا دیئے جائیں۔ اور سبزہ اگا دیا جائے۔ تو یہ جگہ خوشنما ہو جائے گی۔ یہ خیال آتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ جگہوں پر خدا نے ایسا انتظام کر بھی دیا ہے۔ میں اس جگہ سے ہٹ کر ذرا پیچھے آیا۔ تو ایک بہت بڑا مکان بنتے ہوئے میں نے دیکھا۔ جو کسی احمدی کا ہے ایسا خیال پڑتا ہے کہ وہ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب سیالکوٹی کا ہے جو ملتان میں رہتے ہیں۔ وہ باہر سے مٹی اُٹھا اُٹھا کے اس کی دیواروں کے ساتھ ڈلوا رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر وہ آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے تو ضرورت ہے کہ کوئی جگہ الگ خرید کر وہاں مکان بنائیں۔ یہ غیر احمدی لوگ تو ہمارے اتنے دشمن ہیں کہ دیکھیں ہمیں مٹی بھی اُٹھانے نہیں دیتے اور یہ ہماری ہمسائیگت کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے اس وقت رؤیا میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ چودھری صاحب زیادتی کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا۔ کہ چودھری صاحب غالباً آپ مٹی ایسی جگہ سے اُٹھا رہے ہیں جہاں سے اُٹھانے سے پبلک کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ کو کمیٹی روکتی ہے۔ پس آپ کو ان پر بدظنی نہیں کرنی چاہیئے۔ آخر کسی کام سے پبلک کو نقصان پہنچے تو اس کو روکنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اسی جگہ پر پاس ہی گھر کی کچھ مستورات بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں ان سے بات کر کے ان مستورات کے پاس آیا۔ وہاں دو بچے کھیل رہے ہیں۔ حضرت ام المومنین رضی وہاں ہیں۔ وہ ان بچوں کی طرف اشارہ کر کے کہتی ہیں۔ کہ ان بچوں کو جانتے ہو؟ میں کہتا ہوں ہاں ہاں یہ لڑکے چوہدری رحیم بخش کے رشتہ داروں کے لڑکے ہیں (نام پوری طرح یاد نہیں رہا۔ غالباً رحیم بخش یا اس سے ملتا جلتا نام تھا) اور وہ رشتہ دار راہوالی کے رہنے والے ہیں۔ میرے چوہدری رحیم بخش کہنے پر حضرت ام المومنینؓ کے چہرے سے کچھ تعجب کے آثار ظاہر ہوئے کہ گویا میں نام غلط لے رہا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہوں۔ کہ میں ان کو جانتا ہوں۔ اس پر میں نے جھٹ کہا کہ ہاں وہی چوہدری رحیم بخش جن کو چوہدری محمد شریف بھی کہتے ہیں منٹگمری والے۔ گویا خواب میں میں چوہدری محمد شریف صاحب کا دوسرا نام چوہدری رحیم بخش بھی سمجھتا ہوں۔ راہوالی گوجرانوالہ کا ایک گاؤں ہے۔ میرے علم میں تو چوہدری محمد شریف صاحب کی وہاں کوئی رشتہ داری نہیں۔ ممکن ہے کوئی پرانے زمانہ کی رشتہ داری ہو۔ اور ممکن ہے راہ والی ضلع سیالکوٹ میں بھی کوئی گاؤں ہو۔ جہاں کے وہ اصل باشندے ہیں۔ یا شاید اس کی کوئی اور تعبیر ہو۔ راہ والی کے معنے راستہ والی کے ہیں۔ صراط المستقیم کے معنے بھی اس میں پائے جا سکتے ہیں۔ یہ بات کر کے میں مستورات سے الگ ہوا۔ تو چوہدری محمد شریف بھی آ گے کھڑے ہیں۔ اور اُن کے والد نواب محمد دین صاحب مرحوم بھی ہیں۔ اور ساتھ اُن کے چوہدری محمد شریف صاحب کی والدہ مرحومہ یعنی نواب محمد دین صاحب مرحوم کی بیوی بھی ہیں۔ نواب صاحب بھی اچھے مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ اور اُن کی بیوی بھی اچھی جوان معلوم ہوتی ہیں۔ چوہدری محمد شریف صاحب نظر پڑتے ہی مجھے کچھ حیا سی محسوس ہوئی کہ یہ کہیں گے کہ میرا نام انہوں نے غلط لیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں خیال کرتا ہوں کہ ان کا نام رحیم بخش بھی ہے۔ غلط نام میں نے نہیں لیا۔ نواب صاحب نے میرے ساتھ کچھ بات شروع کر دی اور میرے ساتھ میدان میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اسلام پر جو اعتراضات ہوتے ہیں یا نئے نئے عقدے مسلمانوں کے لئے پیش آتے ہیں۔ اُن کے جواب کے لئے بڑی دقت ہوتی ہے۔ میرے ساتھ کئی دفعہ لوگوں نے گفتگو کی۔ کہ اس کے لئے کون سے لٹریچر کی ضرورت ہے

تو میں نے تو ہمیشہ ان کو یہ جواب دیا ہے کہ ان ساری باتوں کا جواب تفسیر کبیر میں آ جاتا ہے۔ اور جس کا اس وقت تک جواب نہیں آیا۔ اس کا اگلے حصوں میں آ جائے گا۔ پس مجھے تو اس کتاب سے سارے جواب مل جاتے ہیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی"۔

اس رؤیا سے ایک تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جماعت میں بعض افراد خواہ مخواہ دوسروں پر بدظنی کر لیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔ احراری جماعت اسلامی یا اُن کے چیلے چانٹے جو ہیں ان کو چھوڑ کر باقی مسلمانوں میں اکثریت شرفاء اور نیک لوگوں کی ہے۔ ہماری طرف توجہ کریں یا نہ کریں یہ اور بات ہے۔ ورنہ فطرتاً وہ سلیم لوگ ہیں۔ اور ہمیں بجائے اُن سے قطع تعلق کرنے کے اپنا تعلق بڑھانا چاہیئے تعلق بڑھانے سے ان کو ہمارے حالات معلوم ہوں گے اور ہمیں ان کے حالات معلوم ہوں گے۔ ایک دوسرے کی بدظنیاں دور ہوں گی۔ اور ایک دوسرے کی نیکیاں معلوم ہوں گی۔

دوسری بات ذاتی طور پر نواب محمد دین صاحب کے خاندان کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ چوہدری محمد شریف صاحب اور اُن کے خاندان سے رحیمیت کا معاملہ کرے

تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تفسیر کبیر مقبول ہے۔ اور اگر اس کے فضل سے مزید حصے شائع کرنے کی توفیق ملی۔ تو ان میں بھی اسلام کی مضبوطی اور اس کے کمالات کے ثبوت کا سامان انشاء اللہ تعالیٰ مہیا ہو جائے گا۔

جملہ درویشانِ قادیان نے اپنا چندہ تحریک جدید سالِ حال سو فیصدی ادا کر دیا

مالی قربانی کی شاندار قابل تقلید مثال

"اے قادیان کی غریب جماعت خلافت کی برکتیں سب سے پہلے تم پر نازل ہوتی ہیں"۔ (امیر المومنین)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو قادیان دارالامان میں بھی یوم تحریک جدید منایا گیا۔ زیر صدارت حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مسجد اقصیٰ میں جلسہ منعقد ہوا۔ مختلف مقررین نے مطالبات تحریک جدید پر روشنی ڈالتے ہوئے اس مبارک تحریک کے جملہ مطالبات کی غرض و غایت کو حاضرین کے سامنے پیش کرتے ہوئے انکے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس جلسہ کی مختصر رپورٹ اخبار بدر کے پرچہ مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔

صاحب صدر نے آخر میں بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلانے کے بعد بقایا داران چندہ تحریک جدید کو ۵ یوم کے اندر اندر اپنے بقایا جات ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز آپ نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب معاون ناظر بیت المال اور مکرم محمود احمد صاحب عارف سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ قادیان پر مشتمل وفد مقرر فرمایا۔ جو بقایا داران تحریک جدید سے میعاد کے اندر اندر چندہ کی ادائیگی کی تحریک کرے۔

جماعت احمدیہ قادیان کے وعدہ جات تحریک جدید دفتر اول و دفتر دوم کی مجموعی میزان مبلغ ۵۳۴۵/۱۲/۹ روپے تھی۔ یوم تحریک جدید سے قبل مبلغ ۳۹۳۲/۱۲/۳ روپے کی وصولی ہو چکی تھی۔ باوجود بیشمار مشکلات اور مجبوریوں کے درویشان قادیان نے اپنے بقایا وعدہ جات کی رقم میعاد مقررہ کے اندر اندر سو فیصدی ادا کر دی۔

وفد مذکور جملہ بقایا دار درویشان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں سلسلہ کی ضرورت اور حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے مطابق وعدوں کی فوری ادائیگی کیلئے آمادہ کیا گیا۔ چنانچہ درویشان قادیان نے باوجود مالی تنگیوں کے قرض حاصل کر کے اپنے وعدے پورے کر دیئے۔ جب درویشان کو حضور کے ارشادات سنائے جاتے تو انکی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور وہ ہزارہا مشکلات کے باوجود اپنے وعدہ کو پورا کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ درویشان قادیان اسوقت کن حالات میں اپنی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ کاروبار کوئی نہیں۔ اسکے باوجود جماعت احمدیہ قادیان کے چندہ تحریک جدید کا بجٹ کا سال حال ۵۳۴۵/۱۲/۹ روپے تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۲ء تک سو فیصدی ادا ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک فرمان ہے:۔
"اے قادیان کی غریب جماعت خلافت کی برکات سب سے پہلے تم پر نازل ہوتی ہیں"۔

سچ مچ قادیان کی غریب جماعت نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ باوجود اس کے کہ خلیفۃ المسیح الثانی کا بابرکت وجود ظاہری رنگ میں ان میں اس وقت موجود نہیں۔ لیکن درویشان قادیان کے دل پیارے امام اور خلیفہ کی یاد میں ہر لمحہ سرشار رہتے ہیں۔ نیز سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد و مسکن و مدفن کی خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جملہ احباب جماعت کو بھی اس نیک نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

مسئلہ تناسخ اور اس کا ابطال

ازافادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(۲)

بغیر تناسخ کے خدا کے عدل پر اعتراض پڑتا ہے

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگر یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ اختلاف حالات پچھلے اعمال کے بدلہ میں تھا تو اس سے خدا تعالیٰ کے عدل پر حرف آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک اگر روحیں ایک آزاد شئے ہیں اور کہیں سے پکڑ کر خدا تعالیٰ نے انسان کے جسم میں ڈال دی ہیں۔ تو بے شک اُس کے انصاف پر حرف آتا ہے۔ لیکن اگر روحیں انسانی جسم سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اور بیٹے کی روح اس نطفہ سے ہی پیدا ہوتی ہے جو باپ سے پیدا ہوتا ہے تو اس میں ان قوتوں کا پیدا ہونا جو باپ میں تھیں اور اس کا پیدا ہو کر ان حالات کا وارث ہونا جو باپ کو میسر تھے ایک قدرتی امر ہے۔ اس میں کوئی ظلم نہیں۔ اور جبکہ عقل سلیم صریح طور پر اس امر کی تصدیق کرتی ہے تو اعتراض صرف بے عقلی کا نتیجہ رہ جاتا ہے۔

دوم یہ کہ جیسا کہ پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ ہر ایک تغیر کا بدلہ انسان کو مل جاتا ہے۔ پس جبکہ دنیوی تکالیف کا بدلہ بھی انسان کو مل جائے گا تو اس تغیر کے سبب سے خدا تعالیٰ پر اعتراض کیونکر وارد ہوا۔

ہر بات کا کوئی سبب ہونا چاہیئے

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ دنیا کی ہر اک بات کا کوئی سبب ہونا چاہیئے۔ پھر اس اختلاف حالات کا کیا سبب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ انسانی ترقی کے لئے ضروری تھا کہ ہر ایک چیز کچھ اثر اپنے اندر رکھے اور کچھ تاثیر۔ اگر یہ دونوں قوتیں مٹا دی جائیں تو کل کارخانہ عالم تباہ ہو جاتا ہے۔ پس ان دونوں قوتوں کے ماتحت جو بچہ ماں باپ کے ہاں پیدا ہوتا ہے وہ اُن کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ اور اس تغیر کا سبب یہی ہے کہ جن کے گھر میں وہ پیدا ہوا تھا وہ ان حالات میں گذر رہے تھے۔ ایک شخص جو زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے اور اگر اسکو کوئی زہر دیدے تو بھی وہ مر جاتا ہے۔ اسی طرح جو بچہ جس باپ کے جسم سے بنتا ہے اپنے سرچشمہ کی طاقتیں بھی حاصل کرتا ہے۔ اگر سرچشمہ کمزور ہے تو وہ بھی کمزور رہتا ہے۔ اگر سرچشمہ طاقتور ہے تو وہ بھی طاقتور رہتا ہے۔ پس یہ عام قدرتی سبب ہی اس تغیر کا سبب ہے۔

ادھورے رہ جانیوالے کاموں کا اجر

چوتھا اعتراض یہ تھا کہ ایک کام کرتے کرتے انسان مر جاتا ہے۔ وہ کام پورا نہیں ہوتا۔ اس میں بے فائدہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اگر یہ پچھلے اعمال کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ تو کیوں خدا وہ کام کراتا ہے جس کا نتیجہ مرتب نہیں ہوتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص انسان کو خاص حکم سے نہیں مارتا بلکہ انسان عام قانون قدرت کی نافرمانی سے یا عام قانونِ قدرت کی زد میں آنے سے جیسے بڑھاپے وغیرہ کے سبب سے مرتا ہے۔ مگر اسلام یہ بتاتا ہے کہ اس صورت میں جس نیک کام کو کرتے کرتے انسان مر جاتا ہے اور وہ کام ادھورا رہ جاتا ہے۔ وہ اس کے اعمال میں پورا لکھا جاتا ہے۔ اور بغیر اس کام کے کرنے کے اس کا اجر مل جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی نیکی کا کام کر رہا ہو۔ اور قانون طبعی کے ماتحت اسے موت آ جائے۔ تو خدا اس کام کو اس کے حق میں لکھ دے گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جس نے بہت سے گناہ کئے تھے۔ اس نے توبہ کرنی چاہی۔ اس نے ۹۹ قتل کئے تھے۔ ایک شخص سے اس نے پوچھا میں توبہ کر کے اپنے گناہ بخشوا سکتا ہوں یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ اس کو بھی اس نے قتل کر دیا۔ پھر اس کو پشیمانی ہوئی۔ اور خیال آیا شاید میری توبہ قبول ہو جائے۔ اسے معلوم ہوا کہ فلاں جگہ ایک شخص رہتا ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیئے اسکی طرف چل پڑا۔ مگر رستہ میں ہی مر گیا۔ مگر حدیث میں آتا ہے۔ اس کے متعلق دوزخ اور بہشت کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ کے فرشتے کہتے کہ اس نے توبہ نہیں کی اس لئے اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور بہشت کے فرشتے کہیں۔ چونکہ یہ توبہ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لئے بہشت میں جانا چاہیئے اس پر اللہ کہے گا کہ جاؤ دونوں طرفیں ناپو۔ پھر جس طرف وہ جا رہا ہو گا اس کو کھینچ کر چھوٹا کر دے گا۔ اور اس طرح وہ بہشت میں چلا جائے گا۔

یہ ایک مثال ہے اور اس کے معنے یہ نہیں کہ واقع میں زمین کھینچ دی گئی تھی۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس شخص کو توبہ کرنے والوں میں شامل کر لیا اور جنت کا وارث بنا دیا۔ پس جس عمل پر کوئی انسان مرتا ہے۔ خواہ وہ ادھورا ہی رہے اس کا بدلہ اس کو مل جائے گا۔ اور اس کا وہ کام ضائع نہیں جائے گا۔

مردوں کی شہادت کہ تناسخ حق ہے

پانچواں اعتراض یہ تھا کہ مُردوں کی روحوں سے بلوا کر پوچھا گیا ہے تو انہوں نے بتایا ہے کہ تناسخ حق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہی درست نہیں کہ مردوں کی روحیں اس طرح بلوانے سے آ جاتی ہیں۔ انسان کے اندر ایک روحانی طاقت ہے۔ جب کوئی شخص اس کو خاص طور پر استعمال کرتا ہے وہ عجیب عجیب نظارے دکھاتی ہے۔ اس کے ماتحت جو لوگ روحوں کے بلوانے کی طرف توجہ کرتے ہیں ان کو روحیں معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان کی شکلیں نظر آنے لگتی ہیں لیکن حقیقتاً کوئی روح نہیں آتی۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر روحوں کو بلوایا گیا اور سب جگہ ایک ہی روح نے جواب دیا۔ اسی طرح یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ ایک مذہب والے کو روح کچھ جواب دیتی ہے اور دوسرے مذاہب والوں کو کچھ جواب دیتی ہے۔ حالانکہ اگر روح فی الواقع ہی آتی تو ایک وقت میں اگر ایک ہی روح کو کئی جگہ بلوایا جاتا تو ایک جگہ وہ آتی اور باقی جگہوں پر کوئی چیز نہ آتی اسی طرح چاہیئے تھا کہ روحیں سب کو ایک ہی جواب دیتیں۔ حالانکہ وہ مختلف جواب دیتی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ سب غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اپنے ہی خیال کو روح سمجھ لیا گیا ہے۔

تناسخ پر اعتراض

تناسخ کے ماننے والوں کے ان موٹے موٹے اعتراضوں کا جواب دینے کے بعد ہم خود تناسخ کے مسئلہ کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ ایک بات کے رد ہو جانے سے دوسری بات آپ ہی آپ ثابت ہو جائے۔ اگر ایک امر کی کئی توجیہیں ہو سکتی ہیں تو صرف ایک توجیہ کے رد ہو جانے سے دوسری توجیہات رد نہیں ہو سکتیں۔ پس جب تک تناسخ کو ثابت نہ کیا جائے محض دوسرے خیالات کو رد کرنے سے یا ان پر اعتراضات کرنے سے تناسخ رد نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تناسخ کی کوئی دلیل بھی نہیں تناسخ کے ماننے والوں کا سارا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہ دوسرے خیالات پر اعتراضات کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کا عقیدہ ثابت ہو گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر غور کیا جائے تو یہ عقیدہ عقل سے اور مشاہدہ سے اور خود ہندوؤں کے عمل سے بالکل خلاف عقل ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً

(۱) ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہندو عقیدہ کے رو سے یہ دنیا ایک عذاب کا مقام ہے اور اس سے چھٹ جانا نجات ہے۔ پھر بھی اگر ہندوؤں میں سے کوئی مر جائے تو اس پر افسوس کرتے اور روتے ہیں حالانکہ اگر یہ دنیا ایک عذاب ہے اور اس کی گرفت سے نکل جانا اصل مقصد ہے تو چاہیئے کہ مرنے والوں پر خوش ہوں کہ انہوں نے ایک منزل طے کر لی اور خصوصاً بچوں کی موت پر تو بہت ہی خوشی ہونی چاہیئے. کہ انہوں نے بلا کسی گناہ کے اپنی اس جون کو طے کر لیا مگر مرنے والوں پر ہندوؤں کا ماتم بتاتا ہے کہ وہ ایک طرف تو ان حوادث کو قانونِ قدرت کا اثر سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف تناسخ کی تائید پر اصرار کے ساتھ کمربستہ ہو رہے ہیں جو خلاف عقل ہے۔

(۲) ہندوؤں کے نزدیک نجات نام ہے اس جسم سے چھٹنے کا کیونکہ سکھ دکھ اس جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جسم میں آنا ایک سزا ہے۔ چنانچہ ان کے عقائد سے ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان ادنیٰ حالت میں آتا ہے تو جونوں کے چکر میں پھنستا ہے اور جب ترقی کرتا ہے تو اس چکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود اس کے وہ اولاد کی خواہش کرتے ہیں۔ گویا ایک طرف تو جی کا دنیا میں آنا سزا کا موجب سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس امر کی خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے گھر بھی کچھ تبدیلی آ دیں۔ گویا وہ اولاد کی خواہش کر کے جیوؤں کو دُکھ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

(۳) پھر تناسخ کے عقیدہ پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ پہلی دفعہ روحوں کو جسم میں کیوں داخل کیا گیا تھا یہ کون سا انصاف تھا کہ ان کو جونوں کے چکر میں پھنسا کر تکلیف دی جاتی۔ ہندو یہ نہیں کہہ سکتے کہ پہلے انسان پیدا کیا گیا تھا۔ جو اچھی حالت ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کی رو سے خواہ انسان بنایا جائے خواہ کچھ بنایا جائے روحوں کی اطمینان کی حالت جونوں سے الگ ہو کر سکھ دکھ کے احساس سے بچ جانا ہے۔ پس اس دنیا میں خواہ انسان بنا کر بھیجا جائے یہ ایک عذاب ہے اور دکھ ہے یہ دُکھ بلاوجہ کیوں دیا گیا؟

(۴) تناسخ کے عقیدہ کو مان کر ایک مشکل یہ پیش آ جاتی ہے کہ کیا خدا نے سب روحوں کو پہلے ہی موقع پر اکٹھا انسانوں کی جون میں بھیجا تھا یا آہستہ آہستہ دنیا میں بھیجی؟ اگر کہو کہ پہلے ہی دفعہ سب روحوں کو انسان بنا کر بھیجا۔ پھر جو گناہ گار رہے ان کو جانور بنا دیا تو اس کو تاریخ غلط ثابت کر رہی ہے تاریخ بلا شک وشبہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ انسانی نسل دنیا میں بڑھتی جاتی ہے۔ جو آج سے ہزار سال پہلے آبادی تھی اب اس سے بہت زیادہ ہے۔ دہ ہزار سال پہلے کی آبادی سے زیادہ تھی۔ پس یہ بات تو درست

نہیں ہو سکتی۔ اگر کہا جائے کہ آہستہ آہستہ روحوں کو دنیا میں بھیجا جاتا ہے تو یہ انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ پہلی دفعہ دنیا میں آنے والی سب روحیں یکساں ہونی چاہئیں۔ مگر جب دنیا کا سلسلہ جاری ہو گیا تو ماننا پڑے گا کہ کوئی امیر کے گھر میں پیدا ہوگی کوئی غریب کے گھر میں اور یہ بقول ہندو صاحبان ظلم ہوگا۔

(۵) تناسخ کے عقیدہ کو مشاہدہ باطل کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اس قدر جانور ہیں کہ اگر انسان بنا دیا جائے تو زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہ رہے بلکہ اگر ان کی لاشیں اوپر نیچے رکھ دی جائیں تب بھی میلوں میل اونچے لاشوں کے پہاڑ بن جائیں۔ پس اگر یہ صحیح ہے کہ پہلے یہ سب روحیں انسان تھیں پھر گناہ کی وجہ سے جانور بن گئیں تو اس قدر آدمی دنیا میں رہ کیونکر سکتے تھے۔ ان کو تو کھڑے ہونے کو بھی جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ اگر کہو کہ آہستہ آہستہ دنیا میں آئے تو اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ پھر برابری نہ رہی اور وہی بے انصافی کا جواب آریہ مذہب پر آجاتا ہے جو وہ دوسروں پر لگاتے ہیں۔

(۶) سائینس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا پر حیوان اس طرح پھیلے ہیں کہ پہلے ادنیٰ جانور بنے پھر ان سے اعلےٰ پھر ان سے اعلیٰ پھر انسان بنا۔ اور یہ بات بالکل عقل کے مطابق ہے کیونکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تمام قانون قدرت ایک ارتقائی تدریج ہے۔ پس تناسخ کا عقیدہ اس حقیقت کے خلاف ہونے کے سبب سے باطل ہے۔ ہم ڈاروِن تھیوری کے قائل نہیں ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ انسان کسی اور جانور سے بن گیا ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ زمین نے آہستہ آہستہ ایسی صفائی اختیار کی کہ اس میں انسان رہ سکے۔ پس ضرور تھا کہ پہلے ادنےٰ جانور پیدا ہوتے جو کثیف ہوا میں رہ سکتے اور اگر پہلے جانور پیدا ہوئے ہیں تو پھر تناسخ کا عقیدہ باطل ہے کیونکہ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالےٰ نے مکتی خانہ سے نکال کر پہلے روحوں کو جانور بنایا جو ظلم ہوگا۔

(۷) تناسخ کی ابتداء ہی تناسخ کو رد کرتی ہے۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ گناہ کی وجہ سے دنیا میں اختلاف پیدا ہوا کہ کوئی غریب بنا کوئی امیر کوئی عقلمند بنا کوئی بے وقوف۔ کوئی بدصورت بنا کوئی خوبصورت لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو گناہ تفاوت اور اختلاف سے پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک ایسی چیز نہیں ہوتی جو دوسرے کے پاس ہوتی ہے تو وہ اس کی خواہش کرتا ہے اور حسد یا لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر چوری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر قتل وغیرہ کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے یا زنا اور بدکاری میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن اگر پہلے سب انسان ایک سی شکل کے ایک سی عقل کے ایک سے مال کے ایک سی عزت کے پیدا ہوئے تھے تو گناہ کیونکر پیدا ہوا؟

(۸) آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ اگر تناسخ درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ جس قدر تکالیف انسان کو دنیا میں پہنچتی ہیں بسبب پچھلے اعمال کی سزا اور ان کا بدلہ ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو چاہیئے کہ جو اس دنیا میں زیادہ مالدار ہو وہ پہلے جنم میں زیادہ نیک ہو اور جسے اس دنیا میں تکالیف پہنچیں وہ پچھلے جنم میں نہایت گنہگار اور گندہ ہو۔ جیسا کہ ہندوؤں کا خیال بھی ہے کہ بیوہ عورتیں اور اندھے اور لولے لنگڑے انسان اور غریب اور بھوکے مرتے لوگ پچھلے جنموں کی سزا بھگت رہے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر لوگ دنیا کے مصلح گذرے ہیں۔ خواہ ان کو نبی کہو۔ مامور کہو۔ اوتار کہو وہ سب لوگ بہت ہی تکالیف میں رہے ہندوؤں کے بزرگوں رامچندر جی اور کرشن جی کو دیکھ لو ان کے راستہ میں سخت تکالیف آئیں۔ تناسخ کے رو سے ماننا پڑے گا کہ ان لوگوں کی پچھلے جنموں کی زندگی بہت بری تھی۔ مگر کیا کوئی عقلمند مان سکتا ہے کہ جس قدر لوگ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے ہیں وہ سب کے سب پہلی زندگیوں میں برے لوگ تھے؟ عقل یہی فیصلہ کرے گی کہ وہ مسئلہ باطل ہے جو ان کو بدعمل قرار دیتا ہے۔ یہ لوگ بد نہ تھے۔

(۹) ایک اعتراض یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی قسم کے جانور دنیا سے مٹتے چلے جاتے ہیں اگر تناسخ صحیح ہے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ بعض گناہ ہونے سے بند ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں گناہ نئے سے نئے نکلتے آتے ہیں۔

(۱۰) اعتراض یہ ہے کہ ہندو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ملک میں چارہ نہ رہنے کی وجہ سے اور گائیوں کو ذبح کر دینے کے سبب سے گائیں دنیا میں کم ہو گئی ہیں۔ اور اس کا الزام گورنمنٹ پر دیتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سچ ہے کہ تناسخ کے اثر کے نیچے بعض روحیں گائے کی جون میں آتی ہیں تو پھر لوگوں کے ذبح کرنے سے گائیں کم کیوں ہو جاتی ہیں۔ جب ان کے اعمال چاہتے ہیں کہ وہ گاؤں کی شکل میں رہیں تو اول تو کسی کو ان کے ذبح کرنے پر قدرت ہی نہیں ہونی چاہیئے اور اگر یہ قدرت ہو تو چاہیئے کہ وہ پھر جلد سے جلد دوبارہ جنم گائے کی شکل میں لیں اور جس جگہ گائیں زیادہ ذبح ہوں وہاں گائیوں کی اولاد بہت بڑھ جائے اور جلدی جلدی بچے ہونے لگیں۔ مگر یہ درست نہیں جس قدر جانور ذبح کئے جائیں وہ اپنی مدت پوری کرنے کے لئے واپس نہیں آتے بلکہ کہیں غائب ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تناسخ کا عقیدہ بالکل عقل کے خلاف اور قانون قدرت کے مخالف ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس خلاف عقل عقیدہ کو مان کر اس کے ماننے والوں نے عجیب عجیب خلاف عقل باتوں کو تسلیم کیا ہے جس پر ایک عقلمند انسان سوائے افسوس کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بدھوں میں سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بدھ متعدد دفعہ مختلف جونوں میں اس دنیا میں آیا ہے۔ چنانچہ چار دفعہ اس نے برہما کا جنم لیا۔ بیس دفعہ اندر کا۔ ایک بار خرگوش کا تناسی بار سنیاسی کا۔ اٹھاون مرتبہ بادشاہ کا۔ چوبیس مرتبہ برہمن کا۔ ایک بار قمار باز کا۔ اٹھارہ مرتبہ بندر کا۔ چھ بار ہاتھی کا۔ گیارہ بار ہرن کا۔ ایک مرتبہ کتے کا۔ چار بار سانپ کا۔ چھ مرتبہ چوہے کا ایک بار مینڈک کا۔ دو مرتبہ مچھلی کا۔ پینتالیس بار وہ درخت بنا۔ دو مرتبہ سؤر اور دو مرتبہ چور وغیرہ وغیرہ۔ یہ تاریخ بدھ جی کی جیسی قابل مضحکہ قابل نفرت قابل نفرین ہے خود ہی ظاہر ہے۔ ایک نیک اور پاکباز بزرگ انسان کی نسبت اس قسم کی تاریک تاریخ منسوب کرنے کی جرأت صرف تناسخ کے عقیدہ نے دلوائی ہے۔ ورنہ ہرگز ممکن نہ تھا کہ کوئی ایسی جرأت کرتا۔

درخواست دعا میری والدہ محترمہ امال بیمار ہیں۔ تمام احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے

(اہلیہ مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری)

آپ جماعت احمدیہ کی طرف کیوں توجہ کریں؟

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر حیدرآباد دکن

انسان طبعاً فائدے والی چیز کو پسند کرتا ہے۔ اور عاجلانہ فائدے چاہتا ہے۔ دیرپا اور ابدی اشیاء کی طرف اس کی کم توجہ ہوتی ہے یا وہ ان کی طرف بدیر توجہ کرتا ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے اندر ہر دو قسم کے فوائد رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اس قابل ہے کہ ہر دو نقطۂ نظر سے اس کی طرف توجہ کی جائے۔ کیونکہ اس کے ساتھ وابستگی میں ہماری بننے والی تقدیریں معلق ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو مومنانہ فراست رکھتا ہے اور سراپا فائدے کی چیز کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں ملتی ہے نہر خوشگوار

(فوائد)

(۱) اس جماعت کے ساتھ وابستگی میں ایک حیاتِ ابدی ہے "دعاکم لما یحییکم"

خدا کا مامور تمہیں بلاتا ہے تا تمہیں وہ آبِ حیات
پلائے جو دوسری جگہ نہیں مل سکتا ہے
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(۲) اس کے بغیر یا اس کے سوا کسی جماعت کے ساتھ وابستگی میں یہ شربت کافوری و شربت زنجبیل آپ کو میسر نہیں آسکتا۔

(۳) یہی ایک واحد جماعت ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مشن اور مقصد کی تکمیل کے تن من دھن سے لگی ہوئی ہے اور کامیاب ہوتی جارہی ہے۔

(۳) اسی جماعت کے افراد ہیں جن کی نیکی تقویٰ۔ طہارت۔ خدمتِ اسلام و خدمتِ خلق مجموعی ومسلّمہ طور پر اہل دنیا کے نزدیک مقبول ہو چکے ہیں۔

(۴) یہی وہ جماعت ہے جو امنِ عالم کے لئے عموماً اور ہندوستان کے لئے خصوصاً امن کا پیغام پیش کرتی ہے۔ کیونکہ یہ روحانی طور پر ایسے اصول پر خود چلتی ہے اور دوسروں کو چلاتی ہے جن پر چل کر مقصد بالا پورا ہو سکتا ہے۔

(۵) یہی وہ جماعت ہے جو عقیدۃً تمام رسولوں تمام رشیوں اور ان نبیوں کو سچا جانتی اور قابلِ عزت وتکریم سمجھتی ہے۔ جو آج سے پہلے ہو گذرے ہیں۔

(۶) یہی وہ جماعت ہے جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی مسعود تھے جن کے ذریعہ یہ پاک جماعت پاک مقاصد کے لئے ہر قسم کے مظالم کو برداشت کرتے ہوئے خدا کے بندوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

(۷) یہی وہ جماعت ہے جو مایوس انسانوں کے لئے اُمید کا پیغام اور مُردہ انسانوں کے لئے پیغامِ عمل رکھتی ہے۔

(۸) یہی وہ جماعت ہے جس کا ایک واجب الطاعت زندہ خلیفہ۔ زندہ مرکز ہے۔ جو ہر سعید روح کی تلاشِ مرشد کا جواب ہے۔

(۹) یہی وہ جماعت ہے جس کے ساتھ وابستگی میں آپ وقت میں لاکھوں انسانوں کی دعاؤں کے آپ مستحق ہو کر فضل الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

(۱۰) یہی وہ جماعت ہے جس نے باہمی اخوت وہمدردی کا ایسا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے باعث ہر آنکھ دیکھتی ہر زبان شہادت دیتی ہے کہ "تاریخ نے اسلامی اوراق باہمی اخوت کے پھر دہرا دیئے ہیں۔

(۱۱) یہی وہ جماعت ہے جس کے اچھے نمونوں میں آپ اسلام کا حقیقی چہرہ پیارے آقا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے آئینے دیکھ سکتے ہیں۔

(۱۲) یہی وہ جماعت ہے جو اپنے اصول کی پکی، دیانت وامانت وصداقت کی علمبردار ہے

(۱۳) یہی وہ جماعت ہے جس نے انصاف کی اغراض کے لئے اپنوں وبیگانوں سے ایک جیسا سلوک کیا۔

(۱۴) یہی وہ جماعت ہے جو سچی رواداری کی حامل اور بے لوثانہ خدمات کی انجام دہی میں اپنی آپ مثال ہے۔

(۱۵) یہی وہ جماعت ہے۔ جس کے مشنری اس وقت بھی ہندوستان میں خدا کا نام بلند کرتے اور اسلام کی اشاعت ونیکی کی اشاعت میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے اپنے فرائض ادا کررہی ہے۔

(۱۶) یہی وہ جماعت ہے جس کا ہر فرد کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نام کی بلندی سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان کے اظہار اور انبیاء کرام کی عزت وتوقیر کے لئے وقت۔ پیسہ۔ اولاد علم خرچ کر کے اور اس کو محض خدا کا فضل سمجھتا ہے۔

(۱۷) یہی وہ جماعت ہے جس کے خلیفہ وامام وقت کے ساتھ خدا بولتا ہے اور اپنے تصرفات کا اس دنیا میں اظہار فرماتا ہے

(۱۸) یہی وہ جماعت ہے جس میں شامل ہونے سے انسان اپنی روح کے اندر ایک اطمینان وسکون پاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا غیبی ہاتھ اس کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

(۱۹) یہی وہ جماعت ہے جو خدمتِ خلق کے کاموں کی انجام دہی میں اپنے کو ملکر شمار پاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مرا مقصود ومطلوب وتمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

(۲۰) یہی وہ جماعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانوں میں سے تصرفات الٰہیہ وجلوہ خداوندی کے جلالی وجمالی نشانات کو انفرادی واجتماعی طور پر معجزات ونشانات کے ذریعہ دکھا چکی ہے اور دکھاتی چلی آئی ہے۔ بشرطیکہ صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ کے رنگ میں رنگین ہو جائے۔

(۲۱) یہی وہ جماعت ہے جس کی اعلیٰ تنظیم بے مثال جذبہ خدمت محبت وایثار وقربانی بلالحاظ مذہب وملت خدمتِ خلق رواداری عرفِ عام میں مشہور اور عوام الناس میں زبان زدِ خلائق ہے۔

(۲۲) یہی وہ جماعت ہے جو صداقت دیانت امانت وشعائرِ اسلامی کی پابندی میں مشہور ہے

(۲۳) یہی وہ جماعت ہے جو انسان کو انسانیت کے مقام کو پہچاننے اور اس پر عملاً گامزن ہونے کی تبلیغ وتلقین کرتی ہے۔

(۲۴) یہی وہ جماعت ہے جو قانونِ ملکی پر عملاً پابند اور ہر قسم کی ہڑتالوں اور امن شکن تحریکات وخلافِ قانون امور سے محترز رہتی ہے

(۲۵) یہی وہ جماعت ہے جو ابرار واخیار کی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ زمانہ حال کے ناعاقبت اندیش انسان اس جماعت سے وہی سلوک کرنا چاہتے ہیں یا کرتے ہیں جو ہمیشہ نیکوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے

(۲۶) یہی وہ جماعت ہے جو اپنے اندر بے پناہ محبت امام وقت خلیفہ وقت کی رکھتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے۔ اور کامل فرمانبرداری کا جذبہ اپنے اندر رکھ کر ایک ہاتھ پر جمع ہے۔

(۲۷) یہی وہ جماعت ہے جس کو ترقی کے بام عروج پر پہنچانے کے لئے خدا کے فرشتے مامور کئے گئے ہیں۔ اس طرح روحانی اعتبار سے اسی کو بڑا انعام مل سکتا ہے۔ جس کا اس جماعت سے تعلق ہے۔

(۲۸) یہی وہ جماعت ہے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتی اور کامل واکمل رسول اور خاتم النبیین یقین کرتی ہے اور آپ کی غلامی ہی میں دنیا کی ہر نجات وفلاح وابستہ سمجھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یکی بجز کہ تمن محمد صلے اللہ علیہ اور فرمایا،

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم از دبستانِ محمدؐ

(۲۹) یہی وہ جماعت ہے جس نے صداقت اور صداقت کے اصول پھیلانے کی خاطر صدہا قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور کررہی ہے۔ مگر

نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز
نہ تیرے در پہ سے جائیں گے ہم

پس اس سے زیادہ بہادر اور جری جماعت فی زمانہ اور کوئی ہو سکتی ہے؟

(۳۰) یہی وہ جماعت ہے کہ جس کی دھوم دنیا میں مچی ہوئی ہے اور جس کے کاموں کے دوست دشمن مداح ہیں۔ مخان ان تعان وتعرف بین الناس۔ اور جس کو بین الاقوامی ہونے کا شرف حاصل ہے

پس خوش قسمت ہیں وہ انسان جنہوں نے ایسے مردِ کامل کا زمانہ پایا اور اُنھیں اس کے ساتھ عملی تعاون کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ مصلح موعود کا مبارک زمانہ ہے

ہر احمدی کو چُست ہو جانا چاہیئے۔ وہ جہاں کہیں ہو وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اور لائبریریوں کے پتے روانہ کرے ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

پیارے رسول صلعم کی پیاری باتیں

(۱)

عبد الرحمٰن بن عوف رضہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم ایک دفعہ مسجد سے نکل کر باہر گئے۔ میں بھی دور سے آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ ایک باغیچہ میں داخل ہوئے۔ اور قبلہ رخ ہو کر سجدہ میں گر گئے۔ اور اتنی دیر سجدہ میں پڑے رہے کہ مجھے گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ کہیں حضرتؐ فوت ہی نہ ہو گئے ہوں میں آگے بڑھ کر آپؐ کے پاس پہنچا۔ اتنے میں آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ اور فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا میں عبد الرحمٰن بن عوف ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے وہم پیدا ہو گیا کہ کہیں حضور کا وصال ہی نہ ہو گیا ہو۔

آپؐ نے فرمایا عبد الرحمٰن میرے پاس جبریئل آیا۔ اور مجھے خوشخبری دی کہ جو شخص تم پر درود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اس پر درود بھیجے گا۔ اور جو شخص تیرے لئے سلامتی کی دعا کرے گا اللہ تعالےٰ اُسے سلامت رکھے گا۔ اس پر میں نے یہ شکریہ کا سجدہ کیا تھا۔

(۲)

عبد الرحمٰن بن عوف رضہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ خدا کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا۔ پس تم لوگ اس کی راہ میں خرچ کیا کرو۔ اور جو شخص کسی کے ظلم یا توہین کو خدا تعالےٰ کی خاطر معاف کرتا اور بدلہ نہیں لیتا اس سے اس کی عزت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھ جاتی ہے۔ اور جو شخص مانگنے اور سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ بھی اس پر سوال اور فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پس لوگوں سے مت مانگا کرو

(۳)

ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ صحت اور فراغت دو بڑی بھاری نعمتیں ہیں۔ لیکن اکثر لوگ ان سے فائدہ اُٹھانے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(۴)

حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے ایک جگہ فوج بھیجی۔ اور اس پر انصار میں سے ایک شخص کو امیر مقرر فرمایا۔ وہ شخص سفر میں کسی معاملہ میں فوج والوں سے ناراض ہو گیا۔ اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم کو رسول کریم صلعم نے حکم نہیں دیا کہ تم میری اطاعت کرنا۔ انہوں نے کہا کہ بے شک آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اس پر اس نے کہا اچھا جاؤ جنگل سے ایندھن اکٹھا کر کے لاؤ۔ پھر اس ایندھن میں آگ منگا کر لگا دی۔ اور کہا میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے اس آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ ان میں سے ایک نوجوان نے کہا کہ دیکھو لوگو آگ سے بچنے کے لئے ہم نے حضرت رسول کریم صلعم کا دامن پکڑا ہے۔ پس تم جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلعم سے ملو۔ پھر اگر حضور فرمائیں۔ تو اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اتنی دیر میں آگ بجھ گئی اور افسر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر سفر سے واپس ہو کر لوگوں نے اس واقعہ کا ذکر آنحضرت صلعم سے کیا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی بھی اس میں سے نہ نکلتے"۔ دیکھو امیر کی فرمانبرداری نیک کاموں میں ہے بُرے کاموں میں نہیں۔

(۵)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم رات کو اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم کی وجہ سے پھٹ جاتے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ آپ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

(۶)

ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو تو تم لوگ دوڑ کر مسجد میں نہ آیا کرو۔ اور وقار اور سکینت کو لازم پکڑو۔ اور جو حصہ نماز کا پالو امام کے ساتھ پڑھو۔ جو چھوٹ جائے وہ بعد میں پورا کر لو۔

(۷)

ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ میں رسول کریم صلعم کے ہمراہ عرفہ سے مزدلفہ آیا۔ راستے میں حضرت نے اپنے پیچھے بڑا شور سنا کہ لوگ اپنی سواریوں کو ڈنڈے ڈپٹتے اور زور زور سے مار مار کر بھگا رہے ہیں تو آپ نے ان کو اپنے کوڑے کے اشارے سے روکا اور فرمایا۔ لوگو سکینت اور وقار اختیار کرو۔ اس طرح جانوروں کو دوڑانا اور شور مچانا کوئی ثواب تو نہیں۔

خاکسارہ

امۃ المجیب بنت مرزا برکت علی صاحب آف آبادان حال قادیان

اسلام اور بانی اسلام غیر مذاہب کے پیشواؤں کی نظر میں

بھارت کے چوٹی کے لیڈر جنہیں بھارت کے چاند اور سورج کہا جاتا ہے ان کی حقیقت افروز آراء کو پڑھیئے اور عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کیجئے۔

گاندھی جی کی رائے گاندھی جی نے مدت ہوئی اپنے مشہور اخبار ینگ انڈیا میں لکھا تھا۔

"کئی بار رسالت پناہ نے اپنی جان خطرہ میں ڈالی۔ لیکن آپؐ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہایت قوی۔ غیر متزلزل اور اٹل تھا۔ بے شمار مصائب اور بے حد تکالیف پر بھی آپ ہشاش بشاش رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ خدائے عزّ و جل آپ کا معاون ہے اور آپ نیابت حق کا فرض ادا کر رہے ہیں اگر آنحضرت صلعم) کے متبعین اپنے آقائے محترم کے جذبۂ ایثار اور قوتِ ایمان کا نصف بھی اپنے اندر پیدا کر لیں تو پھر مسلمانوں کی قوت مخالفوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کی مساوی نہیں۔ بلکہ زیادہ ہو جائے گی۔ بحوالہ پیغام صلح ۸۵ ص ۵

گاندھی جی پھر اپنے اخبار ینگ انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں: "میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں بلکہ اس کے خلفائے اولین کی قوتِ برداشت اُن کی قربانی اور بزرگی پر منحصر ہے" (بحوالہ اخبار پرکاش ص ۱)

لالہ لاجپت کی رائے: مشہور مصنف اور مورخ لالہ لاجپت رائے صاحب لکھتے ہیں:-

"میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے پیشواؤں میں سمجھتا ہوں۔ آپکی پولیٹیکل تعلیم کا مداح ہوں۔ اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے۔ جو حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں تھا (ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب ص ۴۶) (اسلام اور علمائے زنگ ص ۴۰)

سروجنی نائیڈو۔ بھارت کی مشہور عالم فصیح البیان دیوی سابق گورنر یو۔پی مسز سروجنی نائیڈو ووکنگ (لنڈن) میں ایک بہت بڑے علمی مجمع میں اپنے مخصوص طرز فصاحت کے موتی بکھیرتی ہوئی کہتی ہیں "میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام الہامی دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ یعنے اس کی بنیاد الہامی کتاب نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے قلب پر موجود ہیں۔ اور جو (حضرت محمد صلعم) کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے کس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا۔ ہمارے زمانہ میں نہیں بلکہ آج سے پورے تیرہ صد سال پیشتر اس کا دلی اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتی۔ . . . .

محض زبانی باتیں بنا لینا کس قدر آسان ہے اور یقیناً کس قدر مشکل ہے کہ اپنی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں نمایاں کر کے دکھایا جائے۔ پیغمبر اسلام کو اس عالیشان اور عجیب و غریب صداقت کا پورا علم حاصل تھا۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اُس انسان کی طاقت اور کمزوریوں کا پورا علم تھا وہ بنی نوع انسانوں کے اندر رہتا۔ اُن کے ساتھ بولتا۔ انہی کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا ہے۔ وہ خود بھی انسان تھا اور انسانیت کی حدود سے بالاتر حیثیت رکھنے کا دعویٰ اس نے کبھی نہیں کیا اپنے رات اور دن کے عملی نمونوں سے اُس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھایا کہ زبان سے جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اسکے حدِ امکان کے اندر ہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ انسان ہو کر اور انسانوں ہی کی طرح آیا۔

وہ پاک انسان ایک نفرت سے بھرپور بغض و عداوت سے مخمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا اور اُس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا اس زبردست اور فتنہ مٹانے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا جو رب العالمین کے وہ پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے یعنے اس خدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام اقوام اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ وہ عالیشان صداقت ہے جسے پورے مفہوم سے دنیا کو مستفید کرنے کیلئے یہ ضروری ٹھہر جاتا ہے کہ اسے اپنے عمل کے ذریعہ سے اچھی طرح نمایاں کر کے دکھایا جائے اور توحید الٰہی کے قائل کل بنی نوع کے سچے وفادار بن جائیں۔ یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جو اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابلِ اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور بدرجہا اولیٰ تر ہے یہ وہ رنگ ہے جسکو اعلیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

" اس کو نہ آپکا مذہب (صابئیت) پیدا کر سکا اور نہ ہی میرا مذہب (ویدک دھرم) جو تاریخ میں بہت قدیم اور پرانا ہے اسکی تخلیق کا موجب ہوا۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلعم) کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔

(پیغام صلح ۹ ص ۲ نظام المشائخ ۹ ص ۲)

شری رامچندر جی کی پاکیزہ زندگی

از جناب پروفیسر رادھا کرشن صاحب شاستری

موسم خزاں کے بعد موسم بہار آتا ہے۔ شدت کی گرمی بارش کا باعث بنتی ہے۔ ادھرمی۔ پاپ۔ اندھکار اور اتیاچار دھرم کی روشنی اور آسمانی نور کو تلاش کرتے ہیں۔ شری رام وہ آسمانی پانی تھے۔ جو شدت گرما کے بعد آسمان سے اترتا ہے۔ اور خزاں کو بہار میں بدل دیتا ہے۔ وہ ایشور کا معنًا نور تھے۔ جس نے اندھکار سے سنسار کو اپنے نورانی وجود سے بھر دیا تھا۔ رام پرماتما کا آئینہ تھے۔ جس میں پرماتما منعکس ہو کر اہل دنیا کو نظر آتا تھا۔ وہ انسانیت کی تفسیر تھے جس نے اسلامی اخلاق۔ توہی کو دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ فنا فی اللہ تھے۔ ہر حال میں پرماتما کی مرضی کو مقدم رکھتے تھے۔ ایک طرف فنا فی اللہ کا مقام حاصل تھا۔ تو دوسری طرف انسان کے لئے کامل نمونہ۔ زندگی کے جس مرحلہ میں بھی داخل ہوئے۔ اس کو کما حقہٗ پورا کیا۔ وہ بیٹا تھے تو بیٹے کے تمام فرائض بہ احسن الوجوہ ادا کئے۔ پتی (خاوند) بنے۔ تو پتی دھرم کو ایسے طور پر ادا کیا کہ رہتی دنیا تک آپ کا نمونہ قابل تقلید رہے گا۔ آپ بادشاہ بنے تو امور سلطنت کو کمال دیانت و امانت سے ادا کیا۔ حتیٰ کہ اپنے بھائی لچھمن اور پیاری بیوی سیتا جی کو بھی سزا دینے میں آپ کا عدل نہ ڈگمگایا۔

شری رام کا خاندان

آپ راجہ دسرتھ والئی اجودھیا کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی ماتا رانی کوشلیا جی راجہ دسرتھ کی سب سے بڑی رانی تھیں۔ آپ سے چھوٹے تین بھائی لچھمن۔ بھرت۔ شترگھن دوسری دو ماتاؤں رانی سومترا اور کیکئی کے بطن سے تھے۔ سات برس کی عمر میں آپ کی زنار بندی کی رسم ادا کی گئی۔ پندرہ برس کی عمر تک آپ نے مذہبی اور سیاسی تعلیم حاصل کر کے سپاہیانہ علوم و فنون حاصل کر لئے تھے۔ اپنے ہم عمروں میں آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں آپ کی شادی سیتا جی سے جو راجہ جنک والئی منھرا پوری کی ہونہار لڑکی تھیں ہو گئی۔ آپ کے والد راجہ دسرتھ بوڑھے ہو چکے تھے۔ اسلئے انہوں نے بقیہ عمر عبادت الٰہی میں گذارنے کیلئے شری رام کو اپنا راج تلک (ولیعہد) بنانے کا اعلان کر دیا۔ گویہ خوشی و مسرت کا موقعہ تھا۔ لیکن آپ عام دنیاداروں کی طرح مغرور نہیں آئے۔ اس موقعہ پر کوئی خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اور پھر جب رانی کیکئی کے ذریعہ چودہ برس کا بن ملا۔ تو بھی آپ نے کسی قسم کی بے چینی و اضطراب کا اظہار نہیں کیا بلکہ بدستور سنجیدہ مزاج رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ فنا فی اللہ کے ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ جہاں آپ کی یہ حالت ہو چکی تھی۔ کہ:-

کندن کے ہم ڈھلے ہیں جب چاہے تو گلا لے
باور نہ ہو تو تم کو لے آج آزما لے
سب چھان بین کر لے سب طور دل جا لے
جیسے تری خوشی ہو سب ناچ تو نچا لے
چاہے عرش پر چڑھا دے چاہے خاک میں ملا دے
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

یہاں یوں بھی واہ وا ہے اور وہاں بھی واہ وا ہے

آپ کی ساری زندگی فنا فی اللہ کی آئینہ دار ہے راج تلک کی بجائے آپ کو چودہ برس کا بن باس ملتا ہے تو آپ فرمانبردار اولاد کے حقوق ادا کرتے ہوئے جنگل چلے جاتے ہیں۔ ماں باپ کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اور ان پرخار جنگلات کے مصائب کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ جن کے تصور سے ہی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ منیز کے جامہ میں رام نے سپوت کے فرائض ادا کئے۔ جب آپ نے جنگلات میں چترکوٹ۔ پنچ وٹی۔ کسکندھا وغیرہ مقامات میں بسر اوقات کیا۔ تو ایک یوگی کے فرائض کو ادا کیا۔ جب نابکار راون آپ کی عدم موجودگی میں سیتا جی کو جبراً اٹھا کر لنکا لے گیا۔ تو آپ نے پتی دھرم کو پورے طور پر ادا کیا۔ جب راون نے صلح کی ساری کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ تو آپ نے غیرت کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ دنیا آپ کو قیامت تک مبارکباد کہتی رہے گی۔ اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپناتی رہے گی۔

راون کے مقابلہ کے لئے آپ صرف تیر و کمان لے کر نکلے۔ تو نیک دل وبھیشن نے پوچھا۔ راون تو شاہانہ ساز و سامان اور کر و فر سے رتھ پر سوار ہو کر لڑنے آیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اس کا مقابلہ کریں گے۔ بڑا خطرے کا مقام ہے؟ آپ نے بڑی شانتی سے جواب دیا۔ میں تو ان سب کو مردہ دیکھ رہا ہوں۔ خوف کس سے ہے؟ لیکن وبھیشن نے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے تفصیل پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا:

सौरज धीरज तेहि रथ चाका ।
सत्य सील दृढ़ ध्वजा पताका ॥

اگرچہ راون کے پاس ساز و سامان ہے۔ مگر وہ تو دنیاوی بوسیدہ اور فانی اشیاء ہیں۔ لیکن میرا جھنڈا سچائی و صداقت ہے۔ اس کا پھریرا نیک چلنی اور پریم ہے۔ میرا رتھ دھرم ہے۔ اور اسکے پہیئے بہادری و ثابت قدمی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا تیر محبت مخلوق خدا کے قلوب کو موہت کرنیوالا تھا۔ یہ ایسے تیز ہتھیار ہیں۔ جو نہ بوسیدہ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کند۔ آپ نے دھرم کے راستے میں جنگ کی فتح ہمیشہ دھرم اور سچائی کی ہوتی ہے۔ جو انجام اس یدھ کا ہوا۔ وہ دنیا پر ظاہر ہے۔ دھرم کی جیت اور ادھرم کی شکست!

چونکہ اوتار رحمت کا مجسمہ ہوتے ہیں۔ رام سر دپا محبت و رحمت تھے۔ قتل غارت اوتاروں کا پیشہ نہیں ہوتا۔ مگر زمانہ میں سچائی کو جب بزور شمشیر مٹایا جا رہا ہو۔ تو بمجبوری اوتار کو تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔ بھلا اگر شری رام اپنی بیوی سیتا جی کو چھڑانے کے لئے راون سے جنگ نہ کرتے۔ تو کیا بیوی بابکاروں کے ہاتھ چھوڑ کر واپس لوٹ آتے؟ کیا وہ انسان دنیا میں زندہ رہنے کا حقدار ہے۔ جو اپنے جیتے جی اپنی عورت دوسروں کے قبضہ میں رہنے دے؟ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی غیرت بھی ایسا کرنا برداشت نہیں کر سکتی۔ چہ جائیکہ پرماتما کا اوتار ایسی بے حیائی دکھائے؟ ایسی ہی نازک حالت میں اوتاروں نے اپنے دشمنوں کے خلاف تلوار اٹھائی ہے۔

تعلیم

آپ نے عین فطرت صحیحہ کے مطابق سادہ اور موزوں تعلیم دی ہے۔ جب لنکا میں داخل ہونے کے لئے سمندر پر پل بنایا جا رہا تھا۔ تو گلہری اپنے دم کے بالوں میں ریت بھر لاتی اور پل پر استعمال میں لانے کے لئے ڈالتی۔ اس چھوٹے سے جانور کے مضحکہ خیز کام کو دیکھ لچھمن جی نے کہا کہ اس کمزور گلہری کو بھلا کیا بدلہ ملے گا؟ شری رام جی نے فرمایا کہ اسے وہی کچھ ملے گا۔ جو بڑی بڑی چٹانیں لانے والوں کو ملیگا۔ پھر تفصیلاً بتایا کہ پرماتما کسی کے حسن و جمال یا اسکے بڑے بڑے بوجھ اٹھانے کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ نیت اور نیک نیتی سے کی ہوئی قربانی کو دیکھتا ہے۔ جو نیک نیتی سے اپنا سب کچھ پرماتما کو دے دیتا ہے وہ ایشور کی جنت میں بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے آپ کے نزدیک پریم سب سے مقدم ہے۔ تو سب کچھ ہے۔ اگر پریم نہیں۔ تو سب رہ و رسم بیکار ہے

जा घट प्रेम न सञ्चरै सो घट जान मसान
जैसे खाल लोहार की सांस लेत बिनु प्रान

(بھگت کبیر داس)

یعنی جس دل میں محبت جوش نہیں مارتی۔ وہ دل قبرستان کی مانند ہے۔ ایسے بے مہر لوگوں کا جسم لوہار کی دھونکنی کی طرح ہوتا ہے۔ جو بغیر جان کے سانس لیتی ہے۔ آخر بیا تمام مسیح بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ "خدا محبت ہے"۔ شری رام نے سیتا جی کی تلاش کرتے وقت ایک رات شبری بھیلنی کے ہاں کاٹی تھی۔ اس نے از حد محبت کے ساتھ آپ کے لئے بیر جمع کئے۔ پہلے خود بیر کو چکھتی۔ اگر کھٹا ہوتا تو خود کھا لیتی یا دوسری جگہ الگ رکھ دیتی۔ اگر میٹھا نکلتا تو رام کے لئے رکھ دیتی۔ اس کا پریم دیکھ کر آپ نے اس کے ظاہر پر دھیان نہیں دیا۔ کہ یہ بھیلنی ہے۔ بلکہ بے لوث محبت کو دیکھا۔ اور بخوشی اسکے جھوٹے بیر کھائے۔ دراصل پریم کا کوئی مول ہی نہیں۔

رام راج

جب آپ بن باس کی مدت ختم کر کے واپس اجودھیا تشریف لائے۔ تو بھرت جی نے بہت خوشی سے راج آپکے سپرد کر دیا۔ بادشاہ کا لباس پہن کر آپ نے بادشاہ کے فرائض کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ کہ آج بھی رام راج کی یاد دلوں میں گدگداہٹ پیدا کر دیتی ہے۔ آنکھ رام راج کے دیکھنے کی مشتاق ہوتی ہے کیونکہ رام راج میں یہ دنیا بہشت کا نمونہ تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"سندیش نہیں میں سورگ کا لایا
اس بھوتل کو سرگ بنانے آیا

کہ میں صرف خیالی بہشت کا تصور دلانے کیلئے اوتار بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ اسی دنیا کو بہشت بنانے کے لئے آیا ہوں۔ اور پھر آپ نے اپنی داد و تاجیت سے واقعی اس دنیا کو بہشت بنا دیا۔ چنانچہ رام راج میں کوئی دکھیا نہ تھا۔ ہر ایک اپنے مذہبی اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں بالکل آزاد تھا۔ ہر جگہ پریم کی رو بہتی تھی۔ تلسی داس جی نے رام راج کا نقشہ بڑا خوبصورت کھینچا ہے۔

दैहिक दैविक भौतिक तापा ।
राम राज नहिं काहुहि ब्यापा ॥
सब नर करहिं परस्पर प्रीती ।
चलहिं स्वधर्म निरत श्रुति नीती ।

(رام چرت مانس)

کہ رام راج میں کسی کو بھی آفات جسمانیہ و روحانیہ اور مصائب ارضیہ و سماویہ نہ تھے۔ تمام لوگ باہم پریم و محبت سے رہا کرتے تھے۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی تھی۔ ہر ایک خوشحال و فارغ البال تھا۔ آپ کے راج میں عورت کی عزت تھی۔ غریبوں سے ہمدردی۔ پاپ کا نام و نشان نہ تھا۔ لوگ سکھ و چین سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کوئی لڑائی جھگڑا و فساد نہ تھا۔

آپ کا عدل اپنوں اور غیروں۔ دوستوں اور دشمنوں سب کے لئے برابر کا حکم لگاتا تھا۔ نازک سے نازک وقت میں بھی آپ نے عدل کو ہاتھ سے

مرکز احمدیت سے روحانی شعاعیں

از مکرم میاں الہ دین صاحب انچارج دفتر زیارت قادیان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ باوجود اس کے کہ سلسلہ احمدیہ کا دائمی مرکز قادیان دارالامان اس وقت غیر معمولی حالات میں سے گذر رہا ہے۔ اور عملی لحاظ سے اس وقت اس میں بطور عالمگیر مرکز کے تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی کام نہیں ہو رہا۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کے ماتحت جو خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے قبل از وقت دنیا کے سامنے پیش کیں تھیں۔ آج بھی یہ الگ تھلگ اور ایک کونہ میں پڑی ہوئی بستی مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ اور تقسیم ملک کے بعد جب کہ قادیان کی اکثر احمدی آبادی مجبوراً قادیان سے عارضی طور پر ہجرت کر گئی۔ اور بحیثیت مرکز احمدیت کے عملی کام کے اعتبار سے قادیان کے ساتھ بیرونی دنیا کی دلچسپی کم ہو گئی پھر بھی ہزارہا لوگ دور دراز سے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے وارد قادیان ہوتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک علاوہ احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کے پچیس ہزار کے قریب غیر مسلم بھی قادیان میں آکر احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات کی زیارت کر چکے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۷ء کے خونی انقلاب کے بعد جہاں دہلی اور مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے بیسیوں مقدس مقامات متروک و مہجور ہو چکے ہیں۔ قادیان باوجود انقلاب کا صدمہ اٹھانے کے ابھی تک مرجع خلائق اور سرچشمۂ نور و ہدایت بنا ہوا ہے اور اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے زندہ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ —————— (ایڈیٹر)

دفتر زیارت مقامات مقدسہ تقریباً ساڑھے تین سال سے نظارت امور عامہ قادیان کی زیر نگرانی پرانے دفتر تحریک جدید میں قائم ہے۔ اس دفتر میں آکر سلسلہ احقہ احمدیہ کے حالات سننے اور مقامات مقدسہ کی اہمیت معلوم کرنے کے لئے جو غیر مسلم روزانہ تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ملاحظہ کے لئے اس دفتر کی دیواروں پر دو درجن کے قریب قطعات آویزاں کئے گئے ہیں۔ جن پر احمدیت کی مخصوص تعلیم رواداری اور بزرگوں کی آراء اور پیشگوئیاں اختصار کے ساتھ درج کی گئی ہیں اور حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فوٹو بھی لگائے گئے ہیں۔ ان قطعات اور فوٹوؤں کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے تاریخی حالات اور تعلیم کو واضح رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔

دفتر زیارت میں آکر مقدس مقامات کی زیارت کرنے والے غیر مسلم بھائی علاوہ مشرقی پنجاب کے مختلف حصوں کے ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے بھی آتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کافی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جن کو قادیان میں کوئی ذاتی کام نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی ندرت اور قادیان اور جماعت احمدیہ کی شہرت اور بین الاقوامی حیثیت کے پیش نظر یہاں پر آتے ہیں۔

ان زائرین میں ایک خاص تعداد سرکاری افسران، تعلیمی اداروں کے ذمہ دار افراد، طلباء، اور دوسرے معزز طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کی بھی ہوتی ہے۔ یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے حالات اور تعلیم سے آگاہ ہو کر بالعموم جماعت سے دلچسپی لیتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

چنانچہ علاوہ ان افراد کے جو دفتر زیارت میں آئے۔ بغیر کسی دوست کی وساطت سے مقامات مقدسہ کی زیارت اور جماعت کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ صرف ان غیر مسلم حضرات کی تعداد جو گذشتہ ساڑھے تین سال سے دفتر زیارت میں آئے ۲۹۷۵۰ افراد ہے اور اس وقت تک ان میں سے زیادہ تعلیم یافتہ لوگوں کو جو ٹریکٹ اور کتب تقسیم کی گئی ہیں۔ ان کی تعداد ۶۰۰۰ کے قریب ہے۔ اگرچہ اشاعت لٹریچر بوجہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز کی مالی حالت کے کمزور ہونے کے کماحقہ نہیں ہو رہی۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے لوگوں کے قلوب کو جس رنگ میں آسمانی آواز کی طرف کھینچا ہے۔ اس کا علم اس بڑی تعداد سے ہو سکتا ہے۔ جو دفتر زیارت میں آنے والے افراد کی ہے۔

میں احباب کے سامنے جہاں اوپر کی خوشکن رپورٹ پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا جو سلسلہ حقہ احمدیہ کے شامل حال ہے ذکر کرتا ہوں۔ وہاں جماعت کے مخلصین اور مخیر احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قادیان کی مقامی تبلیغ کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی امداد دیں۔ ۲

بقیہ شری رامچندر (صفحہ نمبر ۹)

نہیں چھوڑا۔ بلکہ بیسیوں واقعات آپ کی زندگی میں پیش آئے ہیں۔ جو آنے والوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ پاکباز تھے اور پاکیزگی سکھاتے تھے۔ جب آپ چودہ برس کی لمبی مدت جنگلات میں گذار کر واپس آئے تو لوگوں میں سیتاجی کے بارہ میں کانا پھوسی ہونے لگی کہ اتنا نابکار راون کے پاس رہنے سے سیتاجی کیونکر پوتر رہ سکتی ہیں؟ تو آپ نے چپکے سے سیتاجی کے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ حالانکہ یہ وہی سیتا تھیں۔ جنہوں نے اپنی جوانی کو اپنے خاوند کے لئے برباد کر دیا۔ اپنے عیش و آرام اور محلات کی سیجوں اور نوکروں چاکروں کو پرخار جنگلات کے مصائب میں تبدیل کر دیا۔ سیتا نے ستیتو ([illegible]) دھرم کو اس طرح ادا کیا۔ کہ آج ہزاروں سالوں کے بعد بھی مردہ دلوں میں ستیتو دھرم کو پورا کرنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ آپ نے اس معصومہ عابدہ کو محض دنیا والوں کے اعتراض کے مدنظر بن باس دے دیا۔ آپ کا لنکا پر حملہ اور فتح صرف سیتاجی کے لئے نہ تھی۔ بلکہ آپ کو رضائے الٰہی منظور رہتی مصائب میں گھبراہٹ نہ آتی۔ خوشی کے مواقع آپ کو مغرور نہ بنا سکتے۔ آپ کا ہر قدم پرماتما کی خوشنودی کے لئے اٹھتا۔ آپ کی ہر حرکت و سکون میں ایشور کا نورانی چہرہ نظر آتا ہے۔

غرضیکہ آپ نے جونسا بھی لباس زیب تن فرمایا۔ اسی کے مطابق پارٹ ادا کیا۔ آپ کا وجود دنیا اور پرماتما کے درمیان ایک آئینہ کا حکم رکھتا ہے۔ جس میں ایشوری وجود منعکس ہو کر متمثل نظر آتا ہے۔ اہل دنیا کے خالق کی صحیح تصویر اس آئینہ میں نظر آتی ہے۔ لامحدود قوت اور اعجازی کاموں کے ساتھ از حد صبر اور سنجیدگی۔ فراخ دلی رام کا رامتو ([illegible]) ہے۔ اولاد۔ پتی۔ راجہ کے لباس میں رام کا عدل رامتو ہے۔ آپ کا حسن آپ کی سیرت ہے۔ آپ کی بہادری آپ کی پاکیزگی اور فراخ دلی ہے۔ آپ کی حکومت پریم ہے۔ غرضیکہ اس زمانہ کی انسانیت مجسم رام ہیں جس نے پرتھوی کو پاپوں سے پاک کیا۔ جس نے مظلوموں کی داد رسی کی۔ جس میں صحیح معنوں میں اس دنیا کو سورگ بنا دیا۔

رام پر ہزاروں سلام

قابل توجہ محکمہ تعلیم

معلوم ہوا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ امتحان قریب آرہے ہیں مس جے ڈی۔ بترا ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ٹیچرس نارمل سکول کا تبادلہ افسران کے زیر غور ہے۔ چونکہ اس طرح طلباء کی تعلیم اور امتحان کی تیاری میں نقصان ہو سکتا ہے لہذا افسران متعلقہ سے گذارش ہے کہ فی الحال ایسے تبادلہ کو روک دیا جائے تاکہ تعلیم کا حرج نہ ہو۔

سال بھر تبلیغ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ روموں میں تبلیغی اغراض کے لئے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں۔ آپ کو خدا نے مالی وسعت دے رکھی ہے صرف چھ روپیہ سالانہ کے ساتھ ایک اخبار کے ذریعہ سال بھر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

۲ اس زمانہ میں مقامات مقدسہ مرکزیہ کی آبادی اور حفاظت کا یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے کہ قادیان اور اس کے ماحول میں احمدیوں کے لئے فضا درست اور سازگار رہے اور یہ مقصد ہماری امن افزا تبلیغی کوششوں سے باحسن وجوہ حاصل ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مصباح کیلئے ضروری اعلان

انشاء اللہ تعالیٰ ماہ دسمبر ۱۹۵۲ء میں مصباح کا جلسہ سالانہ نمبر شائع ہوگا۔ جس میں اہم تاریخی فوٹو بھی ہونگے پرچہ کا حجم سابقہ حجم سے دوگنا ہوگا۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہوگی۔ تمام اہل قلم بزرگوں بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے قیمتی اور مفید معلومات سے نوازیں شعراء صاحبان بھی توجہ فرماویں۔ یاد رہے کہ ماہ نومبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ امۃ اللہ خورشید مدیرہ مصباح ربوہ۔

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کے کسی رشتہ دار کو یا موصی متعلقہ کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا سے دریافت کر سکے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۳۰۲۰ منکہ حلیمہ خاتون زوجہ عبد اللہ صاحب عمر ۴۵ سال ساکن سردار نگر ڈاکخانہ سرکڑہ ضلع مراد آباد آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد زیور اور مہر ۲۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں بوقت وفات بھی اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی جائداد یا آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ الامۃ نشان انگوٹھا حلیمہ خاتون زوجہ چوہدری عبد اللہ صاحب
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۰ ۱۱/۴۹ - گواہ شد نشان انگوٹھا چوہدری عبد اللہ سردار نگر

وصیت نمبر ۱۳۰۱۵ ق منکہ علم الدین ہریکر ولد شیخ قاسم دادا ہریکر عمر ۱۹ سال ساکن باندہ ڈاکخانہ خاص ضلع رتناگری (صوبہ بمبئی) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں تا حال تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ مجھے جیب خرچ ماہوار ۵ روپے ملتے ہیں۔ اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد Illamdin Harikar
C/O HEREKAR GUN SHOP BANDA Ratnagiri
گواہ شد A. H. HEREKAR - گواہ شد حکیم محمد دین مبلغ سلسلہ بمبئی۔
Ammunition shop Distt Ratnagiri

وصیت نمبر ۱۳۰۴۳ ق منکہ رسولاً بی بی زوجہ نثار محمد صاحب عمر ۴۰ سال ساکن سکرا ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور یو۔ پی آج بتاریخ ۲۹ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں اپنی جائداد اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ رسولاً بی بی
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال - گواہ شد محمد نثار احمدی سکرا ضلع ہمیرپور ۲۹ ۱/۵۰

وصیت نمبر ۱۳۰۴۲ ق منکہ سلیمہ خاتون زوجہ ابرار محمد صاحب عمر ۲۵ سال ساکن سکرا خاص ضلع ہمیرپور (یو۔ پی) آج بتاریخ ۲۸ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوں۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ الامۃ سلیمہ خاتون احمدی
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۸ ۱/۵۰ - گواہ ابرار محمد احمدی قصبہ سکرا ضلع ہمیرپور ۲۸ ۱/۵۰

وصیت نمبر ۱۳۰۴۴ ق منکہ اصغری بیگم زوجہ سلطان احمد خاں صاحب عمر ۲۵ سال ساکن سکرا ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور یو۔ پی - آج بتاریخ ۳۱ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر ایک ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جائداد نہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
الامۃ اصغری بیگم احمدی - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۳۱ ۱/۵۰ - گواہ شد سلطان احمد خاں

وصیت نمبر ۱۳۰۴۷ ق منکہ بسم اللہ بیگم بیوہ حاجی محمد عبد الواحد صاحب عمر ۶۰ سال ساکن راٹھ ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور (یو۔ پی) آج بتاریخ ۲۷ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ ہاں دس روپے ماہوار آمد ہے میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
الامۃ بسم اللہ بیگم بقلم خود - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال - گواہ شد ابرار محمد احمدی راٹھ ضلع ہمیرپور سیکرٹری مال ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء۔

وصیت نمبر ۱۳۰۴۹ ق منکہ نثار محمد ولد حاجی محمد عبد اللہ صاحب عمر ۴۰ سال ساکن سکرا ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور (یو۔ پی) آج بتاریخ ۲۹ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ہم پانچ بھائیوں کی جائداد بصورت مکان مشترکہ ہے بعد تقسیم جو میرے حصہ میں آئے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری ماہوار آمد پچاس روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد نثار محمد - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۹ ۱/۵۰ - گواہ شد اسرار محمد احمدی سیکرٹری مال ۲۹ ۱/۵۰۔

وصیت نمبر ۱۳۰۱۹ ق منکہ جان محمد ولد سوکھ صاحب مرحوم عمر ۴۰ سال ساکن سردار نگر ڈاکخانہ سرکڑہ ضلع مراد آباد یو۔ پی۔ آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت ماہوار آمد ۲۰ روپے ہے۔ اور ایک رہائشی مکان قیمتی ۳۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔
العبد جان محمد ولد سوکھ صاحب سردار نگر (نشان انگوٹھا) گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۰ ۱۱/۴۹ - گواہ شد منشی عبد اللطیف بقلم خود سردار نگر ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۴۹ء۔

وصیت نمبر ۱۳۰۲۳ ق منکہ کالے خاں ولد کھولا خاں صاحب متبنیٰ فقیر افاں صاحب عمر ۵۳ سال ساکن سری پار ضلع پوری (اڑیسہ) آج بتاریخ ۱۸ اگست سنہ ۵۰ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کل جائداد اس وقت پانچ ایکڑ ساڑھے ۹۲ ڈسمل غیر منقولہ ہے اور موجودہ نرخ کے مطابق کل جائداد کی قیمت مبلغ پانچ ہزار روپے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور کل جائداد کی سالانہ اوسط آمد ۶۰/- ۷ روپے ہے وصیت کے مطابق اس کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری جدی جائداد ۵ ایکڑ ساڑھے آٹھ ڈسمل اور خود پیدا کردہ جائداد ۸۴ ڈسمل ہے۔ اس کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد کالے خاں احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدی سری پار - گواہ شد خلیل الدین احمد خاں اردو لیکچرار بھدرک کالج ڈاکخانہ بھدرک ڈاکخانہ بالاسور اڑیسہ - گواہ شد۔ ہارون رشید احمدی محلہ بلاسا ہی ڈاکخانہ بھدرک ضلع بالاسور اڑیسہ۔

وصیت نمبر ۱۳۰۲۹ ق منکہ محمد امین خاں ولد سراج الدین خاں صاحب مرحوم عمر ۶۸ سال ساکن شاہجہانپور۔ ڈاکخانہ خاص ضلع خاص یو۔ پی۔ آج بتاریخ ۷ ۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ ہاں ماہوار آمد تیس روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد امین خاں ۷ ۱۲/۴۹ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال۔
گواہ شد حافظ سخاوت علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور ۷ دسمبر سنہ ۱۹۴۹ء

وصیت نمبر ۱۳۰۲۶ ق منکہ محمد یاسین خاں ولد محمد امین خاں صاحب عمر ۲۲ سال ساکن شاہجہانپور ڈاکخانہ و ضلع شاہجہانپور یو۔ پی۔ آج بتاریخ ۷ ۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ فی الحال تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ محترم والد صاحب کی طرف سے ماہوار ۱۰ روپے مجھے جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمد میں کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد یاسین خاں طالب علم جماعت دہم اسلامیہ ہائی اسکنڈری سکول شاہجہانپور - گواہ شد۔ غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال۔
گواہ شد محمد امین بقلم خود ساکن محلہ جنڈاں کلاں شاہجہانپور یو پی ۷ ۱۲/۴۹

وصیت نمبر ۱۳۰۳۳ ق منکہ دلدار علی ولد غلام حسین صاحب عمر ۲۸ سال ساکن کشن گڑھ ڈاکخانہ اسٹیشن مدن گنج ضلع اجمیر یو۔ پی۔ آج بتاریخ ۱۸ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ ہاں ماہوار آمد مبلغ ۶۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد۔ دلدار علی سیکرٹری مال بقلم خود ۱۸ جنوری - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال
گواہ شد عبد الرزاق پریذیڈنٹ کشن گڑھ بقلم خود - ۱۸ ۱/۵۰

ہمارا "بدر"

الحمد للہ کہ اخبار بدر قادیان باوجود گوناگوں وقتوں ومشکلات کے احباب کرام کے تعاون کے ساتھ دن بدن ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے صورت حالات کے پیشِ نظر یہ ترقی قابلِ اطمینان نہیں ہیں اور زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بدر کے اجراء کے موقعہ پہ فرمایا:-

"سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے اور اس اخبار کے چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علم عطا کرے۔ جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کر سکیں۔ اور جماعت احمدیہ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس اخبار کو خرید کر اخبار کی اشاعت کو وسیع سے وسیع کرتے چلے جائیں اور ملک کے ہر گوشے میں اس کو پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ یہ اخبار روزانہ ہو جائے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اخبار کے ۳۶ پرچے احباب کے پاس جا چکے ہیں۔ مگر اس کی اشاعت کو وسعت دینا احبابِ جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے۔ اتنے بڑے وسیع ملک میں تعلیمی، تربیتی وتبلیغی اغراض کو پورا کرنے کے لئے صرف ایک ہفتہ وار اخبار نکلنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر احباب کرام ہمارے ساتھ خاص تعاون فرماتے ہوئے پوری پوری سعی فرما دیں تو کچھ بعید نہیں کہ ہم اس اخبار کو ہفتہ وار سے سہ روزہ اور سہ روزہ سے روزانہ کر سکیں۔ کیونکہ ملک میں تبلیغی اور تربیتی ضروریات بڑھ رہی ہیں اور ایک خاصی تعداد پیغامِ آسمانی کو سننے کی منتظر بیٹھی ہے اور یہ سب کچھ احباب جماعت کے تعاون سے ہی ممکن ہے۔ سو

(۱) تمام صاحبِ استطاعت احباب اخبار بدر کے خریدار بنیں اور خریدار بننے کے بعد باقاعدگی کے ساتھ چندہ اخبار ادا کریں اور کسی صورت میں بقایا نہ ہونے دیں۔

(۲) تمام احباب پوری جدوجہد سے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں اور دوسرے لوگوں کو اس اخبار کے خریدار بنائیں۔ اور اس طرح خریداروں کی تعداد کو بڑھائیں۔ اس طریق پر نہ صرف خود مرکز سے وابستگی کا سامان کریں بلکہ ملک کے ہر احمدی کو مرکز کی آواز صحیح طور پر پہنچانے کے لئے بدر اپنی خدمت باحسن وجوہ ادا کر سکتا ہے

(۳) جو دوست استطاعت رکھتے ہوں وہ علاوہ اپنا چندہ ادا کرنے کے زائد چندہ بھی بھجوائیں تاکہ اس سے معزز غیر احمدی احباب و سرکاری افسران کو اخبار مفت روانہ کیا جا سکے اور اس طرح اسلام اور احمدیت کی تبلیغ میں وسعت پیدا ہو۔

(۴) جو دوست مضامین لکھنے کی قابلیت رکھتے ہوں وہ ضرور باقاعدگی کے ساتھ اپنے مضامین اخبار میں اشاعت کے لئے بھجوائیں

(۵) اگر کسی دوست کو اخبار میں کوئی نقص یا کمی معلوم ہو یا اس کی ترقی کے لئے کوئی تجویز ذہن میں آئے۔ تو وہ ہمیں لکھ کر ممنون فرما دیں

(۶) سب سے اہم امداد ہماری بذریعہ دعا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے بغیر سب محنتیں رائیگاں اور کوششیں اکارت جاتی ہیں۔ پس احباب خاص دعاؤں سے بھی ہماری امداد فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل و احسان سے ہماری حقیر کوششوں میں برکت دے۔ اور اس اخبار کے نور کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کا موجب بنائے اور ہم سے وہ کام لے جو اس کی رضا کے مطابق اور اس کی خوشنودی کے عطر سے ممسوح ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خواہش ظاہر کی ہے۔ ہم اس کو احسن طور پر ادا کر سکیں اور ہم میں جو خامیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مینیجر

ولادت

مورخہ ۲۳/۱۱/۵۲ بوقت شب مکرم مولوی عبد القادر صاحب مولوی فاضل معاون ناظر امور عامہ کے ہاں بفضلہ تعالیٰ لڑکی تولد ہوئی اللہ تعالیٰ اس ولادت کو ہر طرح سے بابرکت کرے۔ اور مولودہ کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ یہ لڑکی مکرم مولوی صاحب کا دوسرا بچہ ہے۔ پہلا بچہ لڑکا ہے جو اب ماشاء اللہ دو سال کی عمر کا ہے۔

(۲) محمد یوسف صاحب گجراتی درویش کے ہاں ۵/اکتوبر کو لڑکا تولد ہوا تھا۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام محمد الیاس رکھا ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

جماعتہائے ہندوستان اور بچوں کی تعلیم

اگر قوم اور جماعت کو عمارت سے تشبیہ دی جائے۔ تو اس قوم یا جماعت کے بچے یقیناً اس عمارت کی بنیاد ہوں گے۔ اور چونکہ عمارت کی پختگی کا دار ومدار کلی طور پر بنیاد کی مضبوطی اور پختگی پر ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بنیاد تیار کرتے وقت خاص طور پر اس کی نگرانی کی جائے اور اسے زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے بچے جو خالصتاً ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے۔ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا ان کے بچپن سے ہی ایسے رنگ میں انتظام کرے کہ وہ نہ صرف خود جماعت کی تعلیم وعقائد سے واقف ہو جائیں۔ بلکہ اپنے ماحول پر بھی اچھا اثر ڈال سکیں۔ اور یہ کام معمولی نہیں۔ بلکہ ایک خاص توجہ اور اہتمام چاہتا ہے۔ اور جب تک ہماری جماعت کا ہر فرد اس کی ضرورت کو محسوس نہ کرے یہ کام اپنی تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

نظارت ہذا جماعتہائے ہند کے پراونشل امراء، مقامی امراء، وپریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تعلیم سے توقع رکھتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اور اپنے اپنے دائرہ اختیار میں انفرادی اور اجتماعی طور پر کوشش کریں گے۔ کہ ہماری جماعت کا کوئی بچہ نہ صرف یہ کہ ناخواندہ نہ رہے۔ بلکہ وہ اپنی جماعت کی تعلیم سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔ سیکرٹریان تعلیم کا فرض ہے کہ وہ مقامی امراء کا تعاون حاصل کر کے جلد انتظام کریں اور اپنی کوششوں کے نتائج سے مطلع کریں۔ جو جماعتیں اس کام میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں گی۔ ان کے نام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے جائیں گے۔ اگر اس انتظام میں کسی قسم کی دقت پیش آئے تو انشاء اللہ العزیز نظارت ہذا ہر طرح تعاون کے لئے تیار ہے۔

(ناظر تعلیم وتربیت قادیان)

شکست کا اعتراف

اخبار روزنامہ "پرتاپ" ۲۶/نومبر ۱۹۵۲ء میں مندرجہ بالا عنوان سے احراریوں کے پاکستان میں فتنہ کے متعلق جو نوٹ شائع ہوا ہے۔ وہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش ہے۔ (ایڈیٹر)

پاکستان کے احرار نے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ ان کی ناؤ ہو پر حکومت نہ تو چودہری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرنے کو تیار ہوئی اور نہ احمدیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کو۔ چنانچہ احرار کے ترجمان مولانا محمد علی جالندہری نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ہمارا خیال تھا۔ کہ مسلمانانِ پاکستان کے پُرزور مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے مرزائیوں کے متعلق حکومت اپنی واضح پالیسی کا اعلان کر دیگی۔ مگر لاہور میں صوبائی مسلم لیگ کے اجتماع کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اربابِ اقتدار کی خاموشی کسی خاص دباؤ کا نتیجہ ہے ان کے حالات میں مجلس احرار اسلام مجبور ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے متعلق اربابِ اقتدار کی خاموشی سردمہری اور لاپرواہی کا بنظرِ غائر مطالعہ کرتے ہوئے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔

مولانا کا یہ کہنا کہ اربابِ اقتدار پاکستان کی خاموشی کسی بیرونی دباؤ کا نتیجہ ہے۔ اپنے من کو دھارس دینے یا دوسروں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی ایک اور کوشش ہے۔ مرزائی مسلمان ہیں یا نہیں۔ اس سوال سے کسی غیر حکومت کو کیا سروکار۔ یہ پاکستان کا اپنا خانگی مسئلہ ہے۔ اس سے کسی غیر مسلم ملک کو دلچسپی ہو نہیں سکتی۔ رہ گئے مسلم ممالک۔ ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر وہ پاکستان کے احرار کے ساتھ ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سرکار کا یہ اپنا فیصلہ ہے کہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیگی اور نہ وہ چودہری ظفر اللہ کو وزارت سے نکالے گی۔ اگر وہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدے یا ان کی وزارت کا فیصلہ کریں تو کئی قسم کی بین الاقوامی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ پاکستان سے جانا چاہیں گے۔ دوسرا کوئی ملک انہیں قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن پاکستان ضرور بدنام ہو جائے گا۔ کہ اس کے ماتحت مذہب کی آزادی نہیں۔